عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۷ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۸ نومبر تا ۴ دسمبر ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۲۷

پچاس سالہ دینی تحریکات کا جائزہ

تحریکِ پاکستان اور قادیانی ٹولہ

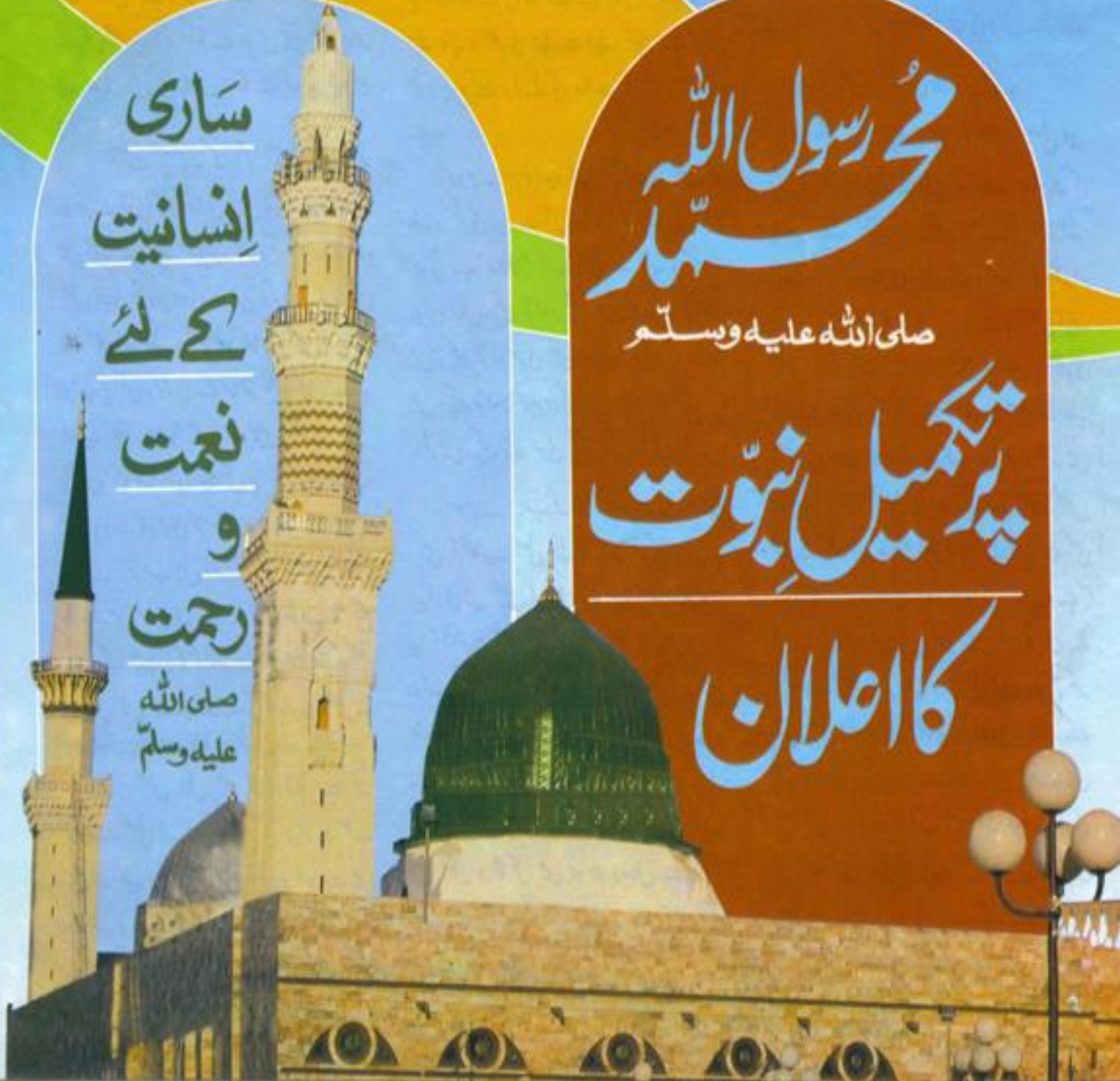

ساری انسانیت کے لئے نعمت و رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکمیلِ نبوت کا اعلان

خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی اصول

س..... مولانا صاحب! خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پرکھنے کا کیا معیار ہے؟ کہ یہ خواب سچا ہے یا جھوٹا۔ بے شک شیطان اشرف الانبیاء کی صورت میں خواب میں نہیں آسکتا لیکن لاکھوں انسانوں کی صورت میں خواب میں آسکتا ہے، اور کسی بھی صورت کو نبی کے عنوان سے دکھاسکتا ہے، اور ان میں وہ نشانیاں بھی پیدا کرسکتا ہے جو نبی میں مظہر ہوں اور صرف نبی ہی پہچان سکتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو دیکھا ہی نہیں تو وہ اسے خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتا اور اگر دیکھ بھی لے تو وہ محض خیالی تصویر ہوگی، تو جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی نہیں ان کے خواب پر کن دلیلوں کے ساتھ یقین کیا جائے کہ خواب سچا ہے یا جھوٹا؟ دلیلیں ٹھوس ہونی چاہئیں، کیونکہ کمزور دلائل پر ہر آدمی خواب میں زیارت کا دعویٰ کرسکتا ہے؟

ج...... خواب میں اگر کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو وہ خواب تو صحیح ہے کیونکہ شیطان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں متمثل ہونے کی اجازت نہیں۔ البتہ یہاں چند امور قابل لحاظ ہیں:

اول..... بعض اہل علم کا ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شکل و صورت میں ہو تو تب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت ہے اور اگر کسی اور حلیہ میں ہو تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں، لیکن اکثر محققین اس کے قائل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جس ہیئت میں بھی ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت ہے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی شکل و صورت میں دیکھے تو یہ دیکھنے والے کی حالت کے اچھا ہونے کی علامت ہے اور اگر خستہ حالت میں دیکھے تو یہ دیکھنے والے کے دل و دماغ اور دینی حالت کے پراگندہ ہونے کی علامت ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ایک آئینہ ہے، جس میں ہر دیکھنے والے کی حالت کا عکس نظر آتا ہے۔

دوم.... خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی بسا اوقات تعبیر کی محتاج ہوتی ہے، مثلاً" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواں سال دیکھے تو اور تعبیر ہوگی اور پیرانہ سالی میں دیکھے تو دوسری تعبیر ہوگی۔ خوشی کی حالت میں دیکھے تو اور تعبیر ہوگی اور رنج و بے چینی کے عالم میں دیکھے تو دوسری تعبیر ہوگی۔ وعلیٰ ہذا

سوم.... جب کہ خواب دیکھنے والے نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں نہیں کی تو اس کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خواب ہی میں اس کا علم ضروری حاصل ہوجاتا ہے اور اسی علم پر مدار ہے، اس کے سوا کوئی ذریعہ علم نہیں۔ الا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ٹھیک اسی شکل و شمائل میں ہو جو وصال سے قبل حیات طیبہ میں تھی۔ اور اس سے خواب کی تصدیق ہوجائے۔

چہارم.... خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو برحق ہے، لیکن اس خواب سے کسی حکم شرعی کو ثابت کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ خواب میں آدمی کے حواس معطل ہوتے ہیں، اس حالت میں اس کے ضبط پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے صحیح طور پر ضبط کیا ہے یا نہیں؟ علاوہ ازیں شریعت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے مکمل ہوچکی تھی، اب اس میں کمی بیشی اور ترمیم و تنسیخ کی گنجائش نہیں، چنانچہ تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ خواب حجت شرعیہ نہیں، اگر خواب میں کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد سنا ہو تو میزان شریعت میں تولا جائے گا۔ اگر قواعد شرعیہ کے موافق ہو تو دیکھنے والے کی سلامتی و استقامت کی دلیل ہے ورنہ اس کے نقص و غلطی کی علامت ہے۔

پنجم.... خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بڑی برکت و سعادت کی بات ہے۔ لیکن یہ دیکھنے والے کی عنداللہ مقبولیت و محبوبیت کی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کا مدار بیداری میں اتباع سنت پر ہے.... بالفرض ایک شخص کو روزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہو، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تارک ہو اور وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو تو ایسا شخص مردود ہے اور ایک شخص نہایت نیک اور صالح متبع سنت ہے مگر اسے کبھی زیارت نہیں ہوئی۔ وہ عنداللہ مقبول ہے، خواب تو خواب ہے، بیداری میں جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی دولت سے محروم رہے وہ مردود ہوئے اور اس زمانے میں بھی جن حضرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں ہوئی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب ہوئی وہ مقبول ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۲۷	۲۷ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۸ نومبر تا ۴ دسمبر ۱۹۹۷ء	قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- ایک سائل کے جواب میں......(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- رفیق نبوت خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ......(مولانا نذیر احمد تونسوی) ۸
- تحریک پاکستان اور قادیانی ٹولہ (محترم محمد سلیم ساقی) ۱۳
- محمد رسول اللہ پر تکمیل نبوت کا اعلان (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی) ۱۷
- ساری انسانیت کے لئے نعمت و رحمت (مولانا سید محمد رابع ندوی) ۱۹
- پچاس سالہ دینی تحریکات کا جائزہ (محمد فاروق قریشی) ۲۲
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (مولانا غلام رسول) ۲۵

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی (فون) ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان (فون) ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶، فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171 737-8199

ناشر: عبدالرحمن باوا
طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائے گا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا	۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات	۷۰ امریکی ڈالر
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک	۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹ - ۴۹۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نواز شریف صاحب اللہ تعالیٰ سے وفاداری میں نجات کا ذریعہ ہے

محترم جناب نواز شریف صاحب بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے' قوم کو قرض سے نجات دلانے اور اسلامی نظام کے نفاذ کا وعدہ ہر دم ان کی زبان پر بھی تھا لیکن اقتدار میں آتے ہی وہ سب کچھ بھول گئے' صرف اقتدار کا نشہ باقی رہ گیا۔ جمعہ کی چھٹی ختم کی' اتوار کی تعطیل کر کے عیسائیوں کو خوش کیا۔ ایک قانون اب تک اسلام کے اصولوں کے مطابق نہیں بنایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن قادیانیوں کو کھلی چھٹی دی' ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر کوئی پابندی عائد نہیں کی' سودی نظام کو استحکام بخشنے کی کوشش کی اور سپریم کورٹ سے اپیل واپس نہیں لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بھاری اکثریت کے باوجود ہر وقت ان کے سر پر خوف کی تلوار لٹکی ہوئی ہے۔ ہر وقت ایسا لگتا ہے کہ اب گئے کہ تب گئے۔ ہمارا تجزیہ صرف اور صرف یہی ہے کہ پہلی مرتبہ بھی ان کو اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کی سزا ملی اور اس مرتبہ بھی ان کو اسلام سے بے وفائی کی سزا مل رہی ہے۔ ان کے پاس نجات کا ایک ہی راستہ ہے' اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کریں' فوری طور پر ملک میں اسلام نافذ کریں' شرعی احکام جاری کریں' قادیانیوں پر پابندی عائد کریں' سودی نظام کو ختم کریں' اگر وہ یہ سب کچھ نہیں کریں گے تو خدا تعالیٰ اس سے بھی زیادہ مشکلات ان کی راہ میں پیدا کر دے گا' ہماری ایک ہی نصیحت ہے' اسلام کا مذاق نہ اڑائیں اور فوری طور پر اسلام نافذ کریں۔

پی آئی اے کے نئے چیئرمین کی خدمت میں اتمام حجت

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے پی آئی اے کے چیئرمین سے ملاقات کی تھی اور قادیانیوں کی پی آئی اے میں اسلام دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کیا تھا۔ چیئرمین صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ فوری طور پر اس سلسلے میں کارروائی کریں گے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کئی ماہ گزرنے کے باوجود ایک کارروائی بھی نہیں ہوئی' جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام نے شواہد کے ساتھ قادیانیوں' خاص کر تبسم منہاس اور ارشد محمود کی بے ضابطگیوں کے ثبوت پیش کئے تھے۔ تبسم منہاس ایئرفورس سے نکالا گیا فرد ہے' اس کی فائل میں تحریر کیا گیا ہے کہ اس شخص کو کسی ادارے میں رکھنا ملک کے لئے مفید نہیں۔ اس سے قبل یہ شخص بغیر رقم ادا کئے سینکڑوں من قادیانی لٹریچر دوسرے ملکوں میں روانہ کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا' اس پر اس کا تبادلہ کوئٹہ کر دیا گیا تھا' لیکن پھر اس کو بحال کر دیا گیا۔ اس شخص کی دو ایجنسیاں ہیں جس کے ذریعے یہ پی آئی اے کو افراد مہیا کرتا ہے اور ان ٹھیکوں پر کمیشن لیکر قادیانیت کی تبلیغ پر خرچ کرتا ہے۔ چیف پائلٹ قادیانی ہے اس نے صدر اور وزیراعظم کے ہمراہ قادیانی پائلٹوں کو حرم مدینہ اور حرم مکہ بھیجا۔ وہ مسلمان پائلٹوں کے تقرر میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اسی طرح ایک قادیانی منیجر کو جدہ تعینات کیا گیا۔ ہم چیئرمین خاقان شاہد عباسی پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ آپ پہلے مسلمان ہیں پھر کوئی افسر یا عہدیدار' حکومتیں وقتی چیزیں ہیں' آتی جاتی رہتی ہیں لیکن اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دائمی چیز ہے اور دنیا و آخرت میں کام آئے گی۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا اسی طرح احترام اور ان کے ساتھ رعایت ہوتی رہے گی اور آپ کی آنکھوں کے سامنے قادیانیت کی تبلیغ ہوتی رہے گی تو قیامت کے دن آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا اور اس گناہ کی پاداش میں دنیا میں بھی آپ سرخرو نہیں رہ سکیں گے۔ ہم نے اتمام حجت کے طور پر یہ سطریں لکھ دیں' فیصلہ اب آپ نے کرنا ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی؟

ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع کی المناک شہادت ..... ایک بین الاقوامی سازش

ہڑتال کے بعد انتظامیہ پر دباؤ ڈالنے کیلئے وزیر اعلیٰ' صدر پاکستان' وزیراعظم وغیرہ کو خطوط روانہ کئے گئے۔ مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے اجلاس بلا کر اس سلسلے میں غور کیا' اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع صاحب کی شہادت اگرچہ بہت بڑا المیہ ہے لیکن ہڑتالیں' احتجاجی جلوس وغیرہ علماء کرام کی شان کے مطابق نہیں۔ اس لئے علماء کرام دباؤ کے لئے حکام سے ملاقاتیں کریں گے' اس سلسلے میں سانحہ

بنوری ٹاؤن علماء کمیٹی تشکیل دی گئی' وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان کو اس کمیٹی کا سربراہ مقرر کیا گیا اس کمیٹی نے صدر پاکستان' وزیر اعظم' گورنر اور کور کمانڈر کو ملاقات کیلئے خطوط روانہ کئے۔ اس دوران وزیر اعلیٰ سندھ نے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کا اجلاس طلب کیا بنوری ٹاؤن اور علماء حق کی نمائندگی ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا محمد بنوری' مولانا محمد اسفندیار خان' مولانا محمد اسعد تھانوی' مولانا تنویر الحق تھانوی' مولانا سیف اللہ ربانی' طارق مدنی' قاری محمد اقبال' مولانا احسان اللہ ہزاروی' مفتی محمد جمیل خان جبکہ دیگر مسالک کی شاہ فرید الحق' شاہ تراب الحق' حاجی حنیف طیب وغیرہ نے نمائندگی کی۔ وزیر اعلیٰ نے اس عظیم سانحہ پر علماء کرام کو صبرو تحمل کا مظاہرہ کرنے پر خراج تحسین پیش کیا اور یقین دلایا کہ قاتلوں کو بہت جلد گرفتار کرلیا جائے گا' علماء کرام نے انتظامیہ کی جانب سے تفتیش میں سستی پر اظہار افسوس کیا۔ جمعرات ۱۳ نومبر کو جمعیت علماء اسلام نے مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت میں ایک عظیم الشان ریلی نکالی' جس میں مولانا فضل الرحمٰن نے اعلان کیا کہ قاتلوں کی گرفتاری تک تحریک جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ روس کو نکالنے والے پاکستان سے انگریزوں کی اولادوں کو بھی نکال دیں گے' ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کی شہادت سے اگر حکومت سمجھتی ہے کہ مدارس بند ہو جائیں گے تو یہ اس کی بھول ہے۔ ۷ا نومبر کو مولانا سلیم اللہ خان' ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا محمد بنوری' مولانا محمد اسفندیار خان' مولانا محمد اسعد تھانوی' سینیٹر ڈاکٹر اسماعیل بلیدی' مولانا امیر حسین گیلانی' مفتی محمد جمیل خان' حاجی مسعود' مفتی محمد نعیم پر مشتمل وفد نے مولانا سلیم اللہ خان کی قیادت میں تفصیلی ملاقات کی' ڈیڑھ گھنٹہ کی اس ملاقات میں مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے سانحہ بنوری ٹاؤن کے پس منظر اور مدارس دینیہ کے خلاف حکومتی اور بیرونی دنیا کے پروپیگنڈہ اور اسلام کے خلاف سازشوں کا تذکرہ کیا' صدر پاکستان نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفد کو یقین دلایا کہ قاتلوں کی گرفتاری کیلئے وہ اپنے فریضہ کو بھرپور انداز میں ادا کریں گے۔ اس سے قبل بھی وہ صوبائی حکومت اور گورنر کو ہدایات جاری کرچکے ہیں۔ انہوں نے دینی مدارس کے خلاف کارروائیوں کی مذمت کرتے ہوئے یقین دلایا کہ دینی مدارس کے خلاف کسی بھی مہم کو چلانے کی اجازت نہیں دی جائے گی' انہوں نے علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ فرقہ واریت کے خاتمے اور نفرت کی فضا کو کم کرنے کیلئے پہل کریں اور پھر حکومت سے ان ضابطوں پر عمل کرا کر پاکستان کے استحکام کیلئے کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس سے متعلق بعض مسلم ممالک کی جانب سے احتجاج کو انہوں نے مسترد کردیا ہے' انہوں نے واضح کیا کہ بعض پڑوسی ممالک پاکستان میں عدم استحکام کیلئے کوشاں ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' مفتی عبدالسمیع' محمد طاہر کی شہادت اور اس المناک سانحہ کو تقریباً" پندرہ دن ہونے کو آئے ہیں۔ جمہوری طریقے پر احتجاج کے تمام طریقے اپنائے گئے' وزیر اعلیٰ سندھ' صدر پاکستان تک سے رجوع کیا گیا' انتظامیہ کو ہر انداز سے مطلع کردیا گیا لیکن ابھی تک ابتدائی طور پر بھی عدالت میں مقدمہ پیش نہیں کیا گیا' جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ قاتل متعین ہیں۔ مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع صاحب جس قضیہ کے تصفیہ کیلئے گئے تھے وہاں انہیں ایسی دھمکیاں دی گئی تھیں کہ اگر اس قضیہ میں شامل افراد کے خلاف تفتیش کی جائے تو قاتلوں تک پہنچا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بین الاقوامی تناظر میں تحقیق کی جائے تو اس کے سرے ملنا کوئی مشکل نہیں' لیکن کرے کون؟ آج کل تو ہر شخص کی اپنی اپنی مصلحتیں ہیں' وزیر اعلیٰ صاحب کی کل اٹھارہ سیٹیں ہیں' ان کو اپنا اقتدار بچانے کیلئے کئی قسم کی سودے بازی کرنا پڑتی ہے' وزیر اعظم کو اپنے دھندوں سے فرصت نہیں' قوم یہ سوال پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ کیا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' مفتی عبدالسمیع کے قاتل بھی نامعلوم رہیں گے؟ کیا اس سانحہ کو بھی بھلا دیا جائے گا؟ کیا علماء کرام کا خون اسی طرح بہتا رہے گا؟ مولانا انیس الرحمٰن درخواستی' مولانا حق نواز جھنگوی اور دیگر علماء کرام کے قاتلوں کا سراغ آج تک کیوں نہیں ملا؟ آج جامعہ علوم اسلامیہ کے درو دیوار نوحہ کناں ہیں اور یہ سوال پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے رئیس اور استاد محترم کے خون کا بدلہ کب لیا جائے گا؟ قاتلوں کو کب سزا دی جائے گی؟ اس سوال کا جواب صرف اور صرف حکومت یا اس کے ساتھ شامل جماعتیں دے سکتی ہیں۔ ہم تو صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر ارباب حکومت نے قاتلوں کو گرفتار نہ کیا تو اس کی جواب دہی کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ علماء کرام نے اپنا فریضہ ادا کردیا ہے' آج نہیں تو کل قیامت کے دن قاتلوں کا چہرہ بے نقاب ہوگا اور رب کائنات خود ہی ان علماء کرام کا انتقام لیں گے اور وہ انتقام بہت ہی دردناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا حبیب اللہ مختار' مفتی عبدالسمیع اور محمد طاہر کی شہادت کو دینی مدارس کی ترقیات کا باعث بنائے۔ انشاء اللہ علماء کرام اور دینی مدارس اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قسط ۲

ایک سائل کے جواب میں

(ز) یہ کوئی بہت بڑا کارنامہ نہیں' کیونکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کی امامت تو مولوی صاحب نے خود بھی کئی بار کی ہوگی؟

جواب: حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس سے قبل بڑے بڑے کارنامے انجام دے چکے ہوں گے جو احادیث طیبہ میں مذکور ہیں' مگر وہ اس رسالہ کا موضوع نہیں۔

(ح) مولوی صاحب نے اپنے رسالہ ہی میں خود تاویل کا راستہ کھول دیا ہے اور اس کا سہارا بھی لیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۳۰ علامت ۸۰)

○ "آپ صلیب توڑ دیں گے' یعنی صلیب پرستی کو اٹھادیں گے۔" یہ خط کشیدہ الفاظ جو مولوی صاحب نے خود لکھے ہیں۔ یہ محض تاویل ہے' اس حدیث شریف کی جس میں صرف صلیب کو توڑنے کا ذکر ہے۔ صلیب پرستی اٹھادینے کی کوئی بات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمائی' کیا مولوی صاحب ایسی کوئی حدیث شریف کا حوالہ دے سکتے ہیں؟ پھر (ملاحظہ ہو ص ۳۰ علامت ۸۱)

○ "خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے" یہ خط کشیدہ الفاظ بھی مولوی صاحب کی اپنی تاویل ہے' کیونکہ حدیث مذکور میں صرف خنزیر کو قتل کرنے کا ارشاد ہوا ہے۔ باقی مولوی صاحب کے الفاظ وہاں موجود نہیں' کیا مولوی صاحب حدیث شریف میں یہ دکھا سکیں گے؟ ہرگز نہیں' کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں بلکہ مولوی صاحب کی یا دوسرے علمائے کرام کی بیان فرمودہ تاویل ہے۔ اب یہ حق مولوی صاحب ہی کا کیوں ہے کہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں تاویل کرلیں۔

○ ورافعک الی کی بھی تاویل ہو سکتی ہے

جواب: تاویل کا راستہ :- تاویل اگر علم و دانش کے مطابق اور قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو اس کا مضائقہ نہیں' وہ لائق قبول ہے۔ لیکن اہل حق کی صحیح تاویل کو دیکھ کر اہل باطل الٹی سیدھی تاویلیں کرنے لگیں تو وہی بات ہوگی کہ

ع "ہرچہ مردم می کند بوزنہ ہم کند"

بندر نے آدمی کو دیکھ کر اپنے گلے پر استرا پھیرلیا تھا۔ مثلاً "عیسیٰ بن مریم بننے کے لئے پہلے عورت بننا' پھر حاملہ ہونا' پھر بچہ جننا' پھر بچے کا نام عیسیٰ بن مریم رکھ کر خود ہی بچہ بن جانا' کیا یہ تاویل ہے یا مراقی سودا؟

۱- **صلیب کو توڑ دیں گے :** "یعنی صلیب پرستی کو مٹادیں گے" بالکل صحیح تاویل ہے' مطلب یہ ہے کہ ایک آدھ صلیب کے توڑنے پر اکتفا نہیں فرمائیں گے بلکہ دنیا سے صلیب اور صلیب پرستی کا بالکل صفایا کردیں گے۔

۲- **خنزیر کو قتل کریں گے :** "یعنی نصرانیت کو مٹادیں گے" یہ تاویل بھی بالکل صحیح ہے اور عقل و شرع کے عین مطابق۔ کیونکہ خنزیر خوری آج کل نصاریٰ کا خصوصی شعار ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصرانیت کے اس خصوصی شعار کو مٹائیں گے' اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جاہلیت کے کتوں کے ساتھ اختلاط کو مٹانے کے لئے کتوں کو مارنے کا حکم دیا تھا۔

۳- **ورافعک الی :** یہ تاویل جو قادیانی کرتے ہیں قرآن کریم اور ارشادات نبویؐ اور سلف صالحین کے عقیدے کے خلاف ہے' اس لئے مردود ہے اس پر بندر کے اپنا گلا کاٹنے کی حکایت صادق آتی ہے۔

۵-(الف) سوال: زندہ آسمان پر اٹھایا جانا کیوں مراد لیا جائے؟

جواب: ورافعک الی میں "زندہ آسمان پر اٹھایا جانا" مراد ہے' کیونکہ **وما قتلوہ یقینا** میں رفع الی اللہ قتل کے مقابلے میں واقع ہوا ہے' جہاں رفع' قتل کے مقابلے میں ہو وہاں "زندہ آسمان پر اٹھایا جانا" ہی مراد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معنی قرآن کریم' حدیث نبویؐ اور بزرگان دین کے ارشادات میں کہیں آیا ہو تو اس کا حوالہ دیجئے' قیامت تک ساری مرزائی امت ملکر بھی ایک آیت پیش نہیں کرسکتی۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن مجید میں یہی حکم دیا تھا کہ **بلغ ما انزل الیک** "جو تیری طرف اتارا گیا ہے اس کی تبلیغ کر" اور ساتھ ہی یہ توجہ بھی دلائی تھی کہ **لست علیہم بمصیطر** "میں نے تجھے ان پر داروغہ نہیں مقرر کیا بلکہ کھول کھول کر نشانیاں بیان کرنے والا بنا کر بھیجا ہے" اور یہ سب قرآن مجید میں بہ تفصیل موجود ہے۔ مولوی صاحب نے خود ہی فرمایا ہے کہ مسیح موعود خود بھی قرآن پر عمل کریں گے اور دوسروں سے بھی کروائیں گے (ملاحظہ ہو ص ۳۲ علامت ۹۹)

تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یوں خود عمل کر کے نہیں دکھایا کہ اپنی نظروں سے لوگوں کو دکھائے ہوں۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، یہودیوں کو چن چن کر قتل کر دیتے رہے ہوں۔ (ملاحظہ فرمائیں ص ۲۱ علامت ۸۸) تو یہ کس قرآن مجید پر مسیح موعود کا عمل ہو گا؟ اور کس انداز کا عمل ہو گا؟ کیا اس سے مسیح موعود کی شان بلند ہو گی یا اسے دوبارہ نازل کرنے والے رحیم و کریم اللہ تعالیٰ کی؟ (نعوذ باللہ من ذالک)

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصرو کسریٰ کے تخت نہیں الٹے، خلفائے راشدین نے کیوں الٹے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جزیرہ عرب سے نہیں نکالا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں نکالا؟ آپ نے نصاریٰ بنی تغلب سے دگنا زکوٰۃ وصول نہیں کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں کی؟ اگر یہ ساری چیزیں قرآن کریم اور منشائے نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی سے کیوں یہودیانہ ضد ہے؟ وہ بھی تو جو کچھ کریں گے فرمودات نبویہ کے مطابق ہی کریں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان امور کی تفصیلات بھی بیان فرما چکے ہیں۔

(ج) اور پھر بوقت نزول حضرت مسیح موعود دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے (ملاحظہ ہو ص ۱۷ علامت ۶۴) اس کی بھی تاویل ہی کرنی پڑے گی، ورنہ فرشتے کون دیکھے گا اور اگر وہ انسانی شکل اختیار کر کے اتریں گے تو پھر یہ جھگڑا قیامت تک ختم نہیں ہو گا کہ وہ واقعی فرشتے تھے یا محض انسان تھے اور اس کھینچ تان سے مولوی صاحب خوب واقف ہوں گے؟

جواب: کیوں تاویل کرنا پڑے گی؟ اس لئے کہ غلام احمد قادیانی اس سے محروم رہے؟ رہا وہ جھگڑا جو آپ کے دماغ نے گھڑا ہے، یہ بتایئے کہ جب جبرائیل علیہ السلام پہلی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لیکر آئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کس طرح پہچانا تھا؟ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کو کس طرح یقین آگیا تھا کہ یہ واقعی فرشتے ہیں؟ آپ کا یہ اعتراض ایسا مہمل ہے کہ اس سے سلسلہ وحی مشکوک ہو جاتا ہے۔ ایک دہریہ آپ ہی کی دلیل لیکر یہ کہے گا کہ "انبیاء کے پاس جو فرشتے آتے تھے وہ انسانی شکل میں ہی آتے ہوں گے اور یہ جھگڑا قیامت تک ختم نہیں ہو سکتا کہ وہ واقعی فرشتے تھے یا انسان تھے، اور جب تک یہ جھگڑا طے نہ ہو سلسلہ وحی پر کیسے یقین کرلیا جائے؟"...... تعجب ہے کہ قادیانی تعلیم نے دین تو سلب کیا ہی تھا عقل و فہم کو بھی سلب کرلیا ہے۔

۶-(الف) سوال: آج تک کتنی ہی باتیں مسلمانوں کے مختلف فرقے ابھی تک طے نہیں کر سکے۔ اور اگر تاویلات نہیں کی جائیں گی تو مولوی صاحب خود اپنی بیان کردہ علامات کی طرف ذرا توجہ فرمائیں، سنجیدہ طبقہ کے سامنے کیونکر منہ اٹھا سکیں گے؟

جواب: بہت سے جھگڑے تو واقعی طے نہیں ہوئے، مگر قادیانیوں کی بدقسمتی دیکھئے کہ جن مسائل پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کا چودہ صدیوں سے اتفاق رہا یہ ان سے بھی منکر ہو بیٹھے اور یوں دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو گئے مثلاً ختم نبوت کا انکار، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار، ان کی دوبارہ تشریف آوری کا انکار وغیرہ وغیرہ

۶-(ب) سوال: "مال و زر لوگوں میں اتنا عام کردیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا" (ص ۲۲ علامت ۹۳)

"ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی۔" (ص ۲۲ علامت ۱۰۰)

"ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔" (ص ۲۴ علامت ۱۰۹)

"صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔" (ص ۲۴ علامت ۱۱۰) کیونکہ مسیح موعود مال و زر اتنا عام کردیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا (مذکورہ بالا ص ۲۲ علامت ۹۳)

"اس وقت مسلمان سخت فقرو فاقہ میں مبتلا ہوں گے، یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ جلا کر کھا جائیں گے۔" (ص ۲۶ علامت ۱۲۳)

ملاحظہ فرمایا کہ ابھی ابھی تو مسلمان صدقہ دینا چاہتے تھے اور لینے والا کوئی نہیں تھا، مال و زر اتنا عام تھا کہ کوئی قبول کرنے والا نہیں تھا اور ابھی مسلمانوں ہی کی یہ حالت بتائی جارہی ہے کہ وہ کمان کے چلے بھی جلا کر کھائیں گے تاکہ پیٹ کی آگ کسی طور ٹھنڈی ہو۔

کیا یہی وہ تحقیق ہے جس پر مولوی صاحب کو فخر ہے!

جواب: ان احادیث میں تعارض نہیں، سلب ایمان کی وجہ سے سائل کو صحیح غور و فکر کی توفیق نہیں ہوئی مسلمانوں پر تنگی اور ان کے کمان کے چلے جلا کر کھانے کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے ذرا پہلے کا واقعہ ہے جب کہ مسلمان دجال کی فوج کے محاصرے میں ہوں گے، اور خوش حالی و فراخی کا زمانہ اس کے بعد کا ہے۔

قسط نمبر 5

یار غار، رفیق نبوت، محسن امت خلیفہ اول

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مولانا نذیر احمد تونسوی

مسیلمہ کے مذکورہ خط کا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب محمد رسول اللہ! بنام مسیلمہ کذاب

"سلام اس پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے' اس کے بعد معلوم ہو کہ زمین اللہ کی ہے' اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے' اس کا مالک بنادیتا ہے' اور عاقبت کی کامرانی اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔"

قادیان کے خود ساختہ' انگریز کے خود کاشتہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے اصول و عقائد کی طرح متنبی یمامہ مسیلمہ کذاب کے بہت سے عقائد و احکام اسلام سے ملتے جلتے تھے' اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں نے اسلام ہی کے بہت سے اصول لیکر ان میں الحاد و زندقہ کی آمیزش کرلی تھی۔

معجزات مسیلمہ کذاب

مسیلمی خصائص نبوت میں سے ایک نہایت دلچسپ اور مہتم بالشان امر یہ تھا کہ اعجاز نمائی کے طور پر وہ قادیانی نبی مرزا غلام احمد کی طرح جو کچھ بھی کہتا تھا' اور جس بات کا بھی ارادہ کرتا تھا' اس کے برعکس اور خلاف مدعی ظاہر ہوتا تھا' اور یہ بات اس زمانہ کے عجائبات قدرت میں شمار ہوتی تھی' اور سنت اللہ بھی اسی طرح جاری ہے کہ جھوٹے مدعیان نبوت کو دنیاوی حیثیت سے حد درجہ وقار بھی کیوں نہ حاصل ہوجائے' وہ دینی عزت و عظمت کے لحاظ سے کبھی سرفراز و کامیاب نہیں ہوسکتے' ان کی غرض مندانہ تعلی اور دروغ بافی ان کی دعاؤں کو شرف استجابت سے محروم رکھتی ہے اور غیرت خداوندی ان کی خود غرضانہ پیش گوئیوں کے پورا ہونے میں ہمیشہ مزاحم رہتی ہے' چنانچہ انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح یمامہ کے مسیلمہ کذاب کے بارے میں یہ کلیہ کچھ ایسی غیر متعارف قوت و سرعت کے ساتھ نمایاں ہوتا تھا کہ ان واقعات کو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجازی کارفرمائی کے سوا اور کچھ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب کے اس قسم کے حالات و واقعات کے متعلق مورخین نے بہت کچھ لکھا ہے' چند ایک واقعات بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

○ ایک عورت مسیلمہ کذاب کے پاس آئی اور کہنے لگی ہمارا نخلستان سرسبزی سے محروم ہے' اور کنوئیں بھی خشک ہوگئے ہیں آپ حضرت مجیب الدعوات سے ہمارے لئے' پانی اور نخلستان کی شادابی کی اس طرح دعا کیجئے' جس طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنان یزمان کیلئے دعا فرمائی تھی۔ مسیلمہ کذاب نے اپنے مشیر خاص نہار سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یزمان کے واسطے کس طرح دعا کی تھی؟ نہار نے کہا کہ جناب خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کنوؤں کا پانی لیا' اور اس سے غرغرہ کرکے انہی کنوؤں میں ڈالدیا۔ اس عمل سے کنوئیں کا پانی متلاطم ہوکر چشمہ کی طرح ابل پڑا تھا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خرما کے درختوں میں شاخیں پھوٹ آئیں' اور تمام چھوٹے چھوٹے پودوں میں کلیاں نکل پڑیں۔ مسیلمہ نے بھی اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرکے اپنا آب دہن کنوؤں میں ڈلوایا' لیکن قدرت الہیہ نے اس کا الٹا اثر یہ دکھایا کہ کنوؤں کا پانی اور بھی نیچے اتر گیا اور خرما کے درخت پہلے سے بھی زیادہ سوکھ گئے' اور دعا کرانے والے مدت العمر مسیلمہ کذاب کی جان کو روتے رہے۔

○ ایک دفعہ نہار نے مسیلمہ کذاب سے ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بچوں کے سر پر برکت کیلئے ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ مسیلمہ کذاب نے بھی معجزہ نمائی کے طور پر بنی حنیفہ کے چند اطفال کے سروں اور ان کی ٹھوڑیوں پر ہاتھ پھیرا' مگر اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ تمام لڑکے گنجے ہوگئے' اور تتلانے لگے۔

○ ایک مرتبہ مسیلمہ کذاب نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے آشوب چشم اچھا ہوگیا۔ مسیلمہ نے بھی کسی مریض کی آنکھ پر اپنا لعاب دہن لگادیا' مگر وہ بے چارہ ٹھیک ہونے کے بجائے ہمیشہ کیلئے بصارت سے محروم ہوگیا۔

○ ایک دفعہ کسی شیردار بکری کے تھن پر افزونی شیر کی غرض سے ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی تو معاً" اس بکری کا سارا دودھ خشک ہوگیا۔

○ ایک مسیلمی بیوہ عورت نے درخواست

کی کہ میرے بہت سے فرزندان عزیز وحشت سرائے دنیا سے رخصت ہو کر خلد آباد عاقبت کو چلے گئے ہیں' اب صرف دو باقی ہیں حق تعالیٰ سے ان کی درازی عمر کیلئے دعا فرمایئے' مسیلمہ نے دعا کی اور فرزند کلاں کی کبر سنی کا مژدہ سنا کر پسر خرد کی مدت عمر چالیس سال بتائی' جب وہ غم نصیب شاداں و فرحاں مکان پر واپس پہنچی تو معلوم ہوا کہ بڑا لڑکا کنوئیں میں گر کر مر گیا ہے' اور چھوٹا فرزند جس کے سنین عمر مسیلمہ نے چالیس سال بتائے تھے' حالت نزع میں دم توڑ رہا ہے' غرض تھوڑی دیر میں وہ بھی اپنی ماں کو داغ مفارقت دے کر عالم آخرت کی طرف روانہ ہو گیا۔

چونکہ مسیلمہ کذاب خوارق عادات دکھانے سے قاصر تھا اور لوگوں کو معجزات کی قسم سے نبوت کی کوئی نہ کوئی علامت ضرور درکار ہوتی ہے' اس لئے اس نے اپنی جودت طبع سے بعض عقلی معجزے تجویز کرلئے تھے' اور بوقت ضرورت انہی سے اعجاز نمائی کا کام لیتا تھا۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ اس نے تنگ منہ والی بوتل میں بیضہ مرغ ڈال رکھا تھا' جب بھی کسی طرف سے اعجاز نمائی کا مطالبہ ہوتا تھا تو مسیلمہ اسی انڈے کو پیش کرکے کہتا کہ تنگ منہ والی بوتل میں انڈے کو داخل کرنا قوت بشری کے حیطہ ایمان سے خارج ہے' اور اگر کسی کو دعویٰ ہو تو ایسا کر دکھائے' حالانکہ اس نے انڈے کو چند روز تک سرکے میں رکھ کر نرم کرلیا تھا۔ اس طرح انڈا بوتل میں باآسانی داخل ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ مسیلمہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے انڈے کو بوتل میں داخل کرنے کا کرتب دکھایا۔ الغرض مسیلمہ کذاب دجل و فریب اور مکاری و عیاری میں اپنی مثال آپ تھا۔ سرور کائنات' رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مسیلمہ کذاب کے فتنے نے بہت قوت پکڑلی تھی۔ تقریباً" ساٹھ ہزار افراد اس کے لشکر میں شامل ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کا منصب سنبھالتے ہی مسیلمہ کذاب کی بیخ کنی اور اس کی سرکوبی کیلئے خصوصی توجہ فرمائی اور جرنیل اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت باسعادت میں ایک عظیم الشان لشکر ترتیب دے کر یمامہ کی طرف اس مقصد کیلئے روانہ فرمایا۔ مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کو اس لشکر میں شمولیت کی ترغیب دی' روایات کے مطابق اس عظیم معرکہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے کا قلع قمع کرنے کیلئے اصحاب بدر' مفسرین' محدثین' حفاظ اور قرا صحابہ کرامؓ نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اس لشکر کیلئے خصوصی مشاورت بھی فرمائی اور مجاہدین اور فوجی افسران کو خصوصی ہدایات سے بھی نوازا۔

لشکر اسامہؓ کے بعد یہ دوسرا لشکر تھا' جس کو بہت اہمیت کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمایا' کیونکہ پہلے لشکر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا معاملہ تھا اور اس لشکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کا معاملہ تھا' پہلے ہی مرحلے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ جھوٹے مدعیان نبوت کا باب بند کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے تمام صحابہ کرامؓ کے اجماع سے آپؓ نے اس جہاد کا اعلان فرمایا۔

معرکہ یمامہ

جب مسیلمہ کذاب کو معلوم ہوا کہ اسلام کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ اس کی سرکوبی کیلئے آپہنچے ہیں' تو اس نے بھی اپنے لشکر کو یمامہ سے حرکت دیکر عقربا کے مقام پر لاکر جمع کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی اسلامی لشکر کو لیکر عقربا کے مقام پر پہنچ کر جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گئے' دوسرے دن آتش حرب شعلہ زن ہوئی' لشکر اسلام میں مہاجرین کا جھنڈا حضرت ابو حذیفہؓ کے ہاتھ میں تھا' انصار کا جھنڈا حضرت ثابت بن قیسؓ اٹھائے ہوئے تھے' دوسرے قبائل عرب کے جھنڈے اپنے اپنے سرداران قبیلہ کے ہاتھ میں تھے۔ مسیلمہ کذاب اپنا خیمہ و خرگاہ اپنی پشت پر چھوڑ آیا تھا۔ نہار (الرحال بن عنفوہ) مسیلمہ کذاب کا مشیر خاص' اور سر عسکر تھا۔ اس معرکہ میں مسیلمہ کے ساتھ تقریباً" ساٹھ ہزار فوج تھی' اور اس کے مقابل اسلامی لشکر کی تعداد صرف تیرہ ہزار تھی۔ مسیلمہ کذاب کا بیٹا رجز خوانی کرکے بنو حنیفہ کو جوش دلاتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اے بنو حنیفہ! آج تم اپنی شرم و غیرت کیلئے لڑو۔ لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ نے پہلے اتمام حجت کیلئے مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروؤں کو دین حق اسلام کی دعوت دی' مگر انہوں نے گوش قبول سے نہ سنا' دیگر صحابہ کرامؓ نے بھی پند و مواعظ کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا' لیکن مسیلمیوں کے والہانہ یقین و اعتقاد کی گرم جوشی میں جب کسی طرح فرق نہ آیا تو دونوں فوجیں صف آرا ہو گئیں۔ مرتدین کی طرف سے سب سے پہلے مسیلمہ کذاب کا مشیر خاص نہار مسلمانوں کے خلاف رزم خواہ ہوا' اور سخت مقابلہ کے بعد حضرت زید بن خطابؓ کے ہاتھ سے (جو خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی تھے) مارا گیا' پھر گھمسان کی جنگ ہوئی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اسلام اور کفر کی یہ ایسی زبردست لڑائی تھی کہ اس سے قبل مسلمانوں کو ایسے زبردست معرکہ سے شاید کبھی سابقہ نہ پڑا ہوگا' لشکر اسلام نے

لڑتے لڑتے جنگی حکمت کے تحت اپنے سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ کا حکم پاکر پیچھے ہٹنا شروع کیا' یہاں تک کہ بنو حنیفہ کو حضرت خالدؓ کے خیمہ تک پہنچنے کا موقع مل گیا' اور اپنی کثرت تعداد کے نشہ میں مست مسیلمیوں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں سے از سرنو مبارزت طلب کی۔ اس وقت مسلمان نشہ شہادت سے سرشار تھے' حضرت ثابت بن قیسؓ نے لشکر اسلام کو مخاطب کرکے کہا "اے ملت موحدین کے بہادرو! اپنی جانوں پر کھیل جاؤ' اور دشمن کی کثرت تعداد سے مرعوب ہوکر پست ہمتی سے کام مت لو' اور فرمایا الٰہی! میں اہل یمامہ کے ارتداد سے بیزار اور اہل ایمان کی کم ہمتی سے عذر خواہ ہوں۔" یہ فرماکر وہ نہایت بے جگری سے لڑتے لڑتے دشمن کے قلب لشکر میں جاگھسے۔ اور داد شجاعت دیکر جام شہادت نوش فرمایا' ان کے بعد خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظمؓ کے برادر معظم حضرت زید بن خطاب نے مہاجرین و انصار کو مخاطب کرکے فرمایا "اے ارباب ایمان! میں نے مسیلمہ کے دست راست' نہار کی زندگی کا چراغ گل کیا ہے' لیکن اب میں اس وقت تک کسی سے ہم کلام نہیں ہوں گا جب تک کے منکرین ختم نبوت کو ختم نہ کرلوں' یا خود جام شہادت نوش نہ کرلوں' پھر فرمایا اے توحید کے علمبردارو! توحید کی امانت تمہارے سینوں میں ودیعت ہے' زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے تمہیں غیراللہ کی طاقت مرعوب نہیں کرسکتی' اعدا کی کثرت اور اپنی قلت تعداد سے خالی الذہن ہوکر دشمن کا صفایا کردو۔" حضرت ابو حذیفہؓ نے لشکر اسلام کے جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "اے شمع جمال محمدیؐ کے پروانو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کیلئے کٹ مرو' اور اے توحید کے جاں نثارو! تم اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر دنیا میں بھیجے گئے ہو' آج توحید کی لاج رکھ لینا' اور اے حاملان قرآن! قرآن اور اس کے آسمانی احکام دنیا سے مٹنے نہ پائیں۔" صحابہ کرامؓ کے ان ولولہ انگیز خطابات کے بعد لشکر اسلام نے جذبہ شہادت سے سرشار ہوکر اپنے سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ کا حکم پاتے ہی دشمن کے لشکر پر بیک وقت ہلہ بول دیا' اور اسلامی لشکر اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتا ہوا دشمن پر اس طرح ٹوٹ پڑا' جس طرح گرجتا ہوا شیر اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ چنانچہ مرتدین اس حملہ کی تاب نہ لاکر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگئے۔ آتش حرب جوش و خروش کے ساتھ شعلہ زن رہی۔ اسی دوران سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ' حضرت زید بن خطابؓ وغیرہ جیسے بڑے بڑے اکابرین ملتؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت خالدؓ سیف اللہ نے یہ محسوس کیا کہ جب تک مسیلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتار کر جہنم رسید نہ کیا جائے' تب تک دشمن پر غلبہ پانا محال ہے۔ چنانچہ آپؓ اس کوشش میں مصروف ہوگئے کہ کوئی ایسا موقع ملے کہ خود مسیلمہ کذاب پر چرکا لگایا جائے' اب حضرت خالد بن ولیدؓ تن تنہا میدان کارزار میں نکلے اس وقت "کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے" کا صحیح نقشہ لوگوں کے سامنے تھا' حضرت خالدؓ کے مقابل جو مسیلمی آتا آپؓ اسے تلوار کے ایک ہی وار سے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دیتے' حضرت خالدؓ نے مسیلمی لشکر کے تمام بڑے بڑے نامی گرامی سورماؤں کو جہنم رسید کردیا' یہاں تک دشمن کے لشکر میں ہلچل مچ گئی' اور نسیم فتح مسلمانوں کے رایت اقبال پر چلنے لگی۔ اب حضرت خالدؓ نے مسیلمہ کذاب کو للکارا اور چند دوسرے مطالبات کے علاوہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے تمام مطالبات مسترد کردیئے' حضرت خالدؓ گھوڑا دوڑا کر اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے لڑائی پر مجبور کرنا چاہا مگر وہ شکست کے واضح آثار دیکھ کر بھاگ نکلا اور اس کا سارا لشکر منتشر ہوگیا۔ جب بنو حنیفہ نے مسیلمہ کو بھاگتے دیکھا تو کہا کہ تم نے عون و نصرت خداوندی کے جو وعدے کئے تھے وہ کہاں گئے؟ کہنے لگا ہر شخص اپنے اہل و عیال اور ننگ و ناموس کیلئے لڑے یہ وقت ان باتوں کے دریافت کرنے کا نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب اور اس کے شکست خوردہ لشکر نے بھاگ کر ایک نہایت ہی وسیع و عریض باغ والے قلعے میں پناہ لی اور اندر سے دروازے بند کردیئے اور نئے سرے سے اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کردیا۔ اس قلعے کا نام اس نے "حدیقتہ الرحمٰن" رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس قلعے کا محاصرہ کرلیا' اور قلعہ سر کرنے کی تدبیریں کرنے لگے' ایک انصاری صحابیؓ نے بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے ساتھیوں اور سالار لشکر حضرت خالدؓ سے عرض کیا کہ انہیں اٹھاکر قلعہ کے اندر پھینک دیا جائے وہ دشمن سے مقابلہ کرکے لشکر اسلام کیلئے قلعے کا دروازہ کھول دیں گے' چنانچہ ان کے اصرار پر ان کو قلعہ کی دیوار پر سے اندر کی جانب اچھال دیا گیا۔ اندر جاکر انہوں نے تن تنہا دروازہ پر موجود پہرے داروں سے مقابلہ کیا اور ان سب کو جہنم رسید کرکے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی لشکر اسلام نے قلعہ کے اندر گھس کر ایک ایک مسیلمی کو پکڑ کر بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کردیا' بعد میں اس مناسبت سے اس قلعے کا نام ہی "حدیقتہ الموت" پڑ گیا۔ اسی اثنا میں مسیلمہ کذاب اپنی شکست فاش کو دیکھتے ہوئے ایک فوجی دستہ کو ساتھ لیکر وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرنے لگا تھا کہ حضرت وحشیؓ نے اس کا نشانہ لیکر ایک نیزہ پھینکا جو نہی نیزہ اس کو لگا تو ایک انصاری صحابیؓ نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اسے جہنم رسید کرکے حضرت وحشیؓ نے اس

کا سر قلم کرکے نیزے پر چڑھالیا۔ ایک عیار اور فتنہ گر شخص کا یہ انجام نشان عبرت ہے۔ چنانچہ حضرت وحشیؓ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے کہ زمانہ کفر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا جو گناہ مجھ سے ہوگیا تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے دشمن مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کرکے میں نے کسی حد تک اس کا کفارہ ادا کردیا ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اس معرکے میں تقریباً" تیس ہزار سے زائد مسیلمی' لشکر اسلام کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے اور باقیوں نے توبہ کرکے از سر نو اسلام قبول کیا' اور لشکر اسلام میں سے تقریباً" بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش فرمایا' ان میں تقریباً" سات سو صحابہ کرامؓ قرآن پاک کے حفاظ اور قراء تھے۔ اتنی بڑی تعداد میں صحابہ کرامؓ نے قربانی پیش کرکے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو قیامت تک کیلئے اظہر من الشمس کردیا اور خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عمل سے امت محمدیہؐ پر اس بات کو واضح کردیا کہ ختم نبوت کا عقیدہ دین اسلام کی بنیاد اور ایمان کی روح ہے' اس عقیدے کی حفاظت کیلئے پوری امت محمدیہ بھی اگر قربان ہوجائے تو یہ سودا کسی بھی صورت میں ہرگز ہرگز مہنگا نہیں ہے۔ صدیق اکبرؓ کی یہ سنت امت محمدیہ کیلئے مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کے ضمن میں حکم کا درجہ رکھتی ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے بغاوت کرکے جھوٹا دعویٰ نبوت کرے اس کے خلاف امت محمدیہ جہاد کرے' اور اس امت نے ہر دور میں خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس سنت پر عمل کرکے جھوٹے مدعیان نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور اسلام کے خلاف کسی صورت میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی چند ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے اسلام کے خلاف اٹھنے والے تمام فتنوں کو پیوند خاک کرکے اللہ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا جھنڈا بلند کیا۔ آج بھی اگر منکرین ختم نبوت' منکرین اسلام' اور دیگر تمام باطل قوتوں سے نمٹنے کیلئے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کیا جائے تو دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کی راہ میں رکاوٹ بننے کی جرات نہیں کرسکتی اور انشاء اللہ نصرت خداوندی مسلمانوں کے ساتھ ہوگی۔ بقول کے

ے

اگر پہلو میں ہے دل اور تڑپ اسلام کی دل میں
برس سکتا ہے ابر رحمت پروردگار اب بھی
فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نہ صرف ان فتنوں کو خاک میں ملایا' بلکہ دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے اسلامی حکومت کو استحکام بخش کر فتوحات اسلام کا وہ سلسلہ' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں شروع ہوگیا تھا دوبارہ جاری فرمایا' چنانچہ دور صدیقی میں فتوحات کا وہ طویل سلسلہ شروع ہوگیا' جو بعد میں آنے والے ادوار میں پوری دنیا میں پرچم اسلام کی بلندی کا باعث بنا' اس اعتبار سے فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی پوری آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی کہ اس امت کے سب سے بڑے محسن صدیق اکبرؓ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تم لوگ امیر بناؤ گے تو انہیں امین' دنیا کو حقیر سمجھنے والا' اور آخرت کا شائق پاؤ گے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں اگر غور کیا جائے تو واقعی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کا پورا حق ادا فرمایا۔

وفات

۷ جمادی الثانی ۱۳ھ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ مرض بخار میں مبتلا ہوکر بیمار ہوئے۔ تقریباً" پندرہ دن تک مسلسل بخار رہا' اپنی وفات سے قبل اپنی صاحبزادی حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میری فلاں زمین فروخت کرکے وہ تمام رقم بیت المال میں جمع کرادی جائے جو میں نے دور خلافت میں سرکاری بیت المال سے وظیفہ کی صورت میں لی ہے۔ چنانچہ آپؓ کے اس حکم کی تعمیل کی گئی' آپ نے اپنے کفن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ میرے کفن کیلئے سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے تین کپڑوں کا بندوبست کیا جائے' دو چادریں جو میرے بدن پر موجود ہیں' ان کو دھولیا جائے ایک اور کا بندوبست کیا جائے۔ یہ ارشاد سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے اختیار رو پڑیں اور فرمایا ابا جان! کیا آپؓ ہمیں کفن کیلئے نیا کپڑا خریدنے کی بھی اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا جان پدر! نئے کپڑے مردوں سے زیادہ زندوں کے لئے مناسب ہیں' انسان کو صرف اچھے اعمال کی ضرورت ہے' کفن نیا ہو یا پرانا' اس سے کچھ فائدہ نہیں انتقال کے روز دریافت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن رحلت فرمائی تھی؟ عرض کیا گیا دوشنبہ کو' پوچھا آج کونسا دن ہے؟ عرض کیا گیا دوشنبہ' فرمانے لگے مجھے امید ہے کہ میری وفات بھی آج ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام اور ان کے مقام کا اتنا خیال تھا کہ عین سکرات کے وقت جب دم منہ میں آچکا تھا' ام المومنین' سیدہ' طیبہ' طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حسرت سے ایک شعر پڑھا' جس کا مفہوم

کچھ یوں بنتا تھا کہ وہ نورانی صورت جس کی تازگی سے ابر برسے یتیموں کی پناہ گاہ، بیواؤں کا محافظ، یہ شعر سن کر فوراً آنکھیں کھول دیں اور فرمایا کہ یہ شان تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، ابوبکرؓ اس کا مستحق نہیں ہے۔ دو برس تین ماہ اور نو دن تک مسند خلافت پر جلوہ افروز رہ کر تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲ جمادی الثانی بروز دوشنبہ ۱۳ھ کو اس دار فانی سے رخصت ہوکر دار بقا، آخرت کی طرف روانہ ہوئے، خلیفہ ثانی، مراد پیغمبر، داماد حیدرؓ حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں روضہ رسولؐ میں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوئے اس جگہ جو کہ رشک جنت کہلاتی ہے۔

خراج تحسین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا جس کا مفہوم اس طرح ہے کہ اے ابوبکر! آپ میرے غار کے ساتھی ہیں، مزار کے ساتھی ہیں، حوض کوثر کے ساتھی ہیں اور جنت کے بھی ساتھی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو سب سے زیادہ صدمہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات پر ہوا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے آپ کی وفات پر فرمایا:

"اے ابوبکرؓ! آپ نے اپنے بعد آنے والوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کردیا، اور آپ کے کردار تک پہنچنا بہت مشکل ہے، پھر میں آپ کو کیونکر مل سکتا ہوں۔"

خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خلیفہ اول کی وفات پر فرمایا کہ "اے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، بخدا آپ تمام امت میں سب سے پہلے ایمان لائے، اور سب سے زیادہ ایمان کو اپنا خلق بنایا۔"

بقول کسے "صدیق اکبرؓ جنت سے آئے، جنت میں سوئے، جنت سے اٹھیں گے، اور جنت میں جائیں گے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبع اور محافظ، سب سے بڑھ کر خلق، فضل، سیرت و صحبت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والے تھے، سب سے بڑھ کر اسلام کے خدمت گزار، سب سے بڑھ کر اسلام کو دوست رکھنے والے، سب سے بڑھ کر شجاع تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور پیغمبر اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی، جب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، اس وقت غم خواری کی، جب لوگوں نے کنجوسی اور بخل کیا، جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آنے سے رکے رہے، اس وقت آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صدیق فرمایا، بخدا آپؓ اسلام کا قلعہ تھے اور کفار کو ذلیل کردینے والے تھے، نہ آپ کو اپنے فیصلوں میں غلطی ہوئی اور نہ آپ کی بصیرت میں ضعف آیا۔ آپؓ پہاڑ کی مثل مضبوط تھے، جسے تند ہوائیں نہ ہلاسکتی ہیں، اور نہ اکھاڑنے والے اکھاڑ سکتے ہیں۔ آپ ایسے ہی تھے جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "یعنی ضعیف البدن، قوی الایمان، اور منکسر المزاج، اللہ تعالیٰ کے ہاں آپؓ عالی مرتبت ہیں۔" زمین پر بزرگ اور مومنوں میں افضل ہیں، آپ کے سامنے کوئی بے جا طمع اور ناجائز خواہش نہیں کرسکتا تھا، آپ کے نزدیک کمزور قوی اور قوی کمزور تھا، یہاں تک کہ طاقتور سے ضعیف کو اس کا حق نہ دلا دیا جائے، خدا ہمیں آپ کے اتباع سے محروم نہ کرے، اور آپ کے بعد ہم کو گمراہ نہ کرے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی زندگی کا محور اور معیار ان تین چیزوں کو قرار دیا، جو آپ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کا واضح ثبوت ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی زیارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال نچھاور کرنا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں ہونا۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا ابوبکر پر رحم کرے، انہوں نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی، مجھے دار ہجرت تک پہنچایا، اور بلالؓ کو آزاد کیا۔"

"سیرۃ الصدیق" کے مولف تحریر کرتے ہیں کہ (۱۸۱) احادیث نبویؐ خالصتاً" حضرت ابوبکر کے فضائل میں مروی ہیں، (۸۸) حدیثیں ایسی ہیں جن میں شیخین کی فضیلت کا بیان ہے، (۱۷) حدیثیں ایسی ہیں جن میں مجموعی طور پر خلفائے ثلاثہ کے فضائل کا بیان ہے، (۱۴) حدیثیں ایسی ہیں جن میں خلفائے اربعہ کے ساتھ صحابہ کرام بھی شریک فضائل ہیں۔ اس طرح ۱۸۱+۸۸+۱۷+۱۴=۳۰۰ تین صد احادیث نبویؐ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں روایت کی گئی ہیں۔ یہ تعداد احادیث کی وہ ہے جو مخصوص نام کے ساتھ ہیں، جن ہزاروں احادیث میں مہاجرین و انصار و دیگر مومنین اور اہل ایمان کے فضائل مذکور ہیں وہ بھی بدرجہ اتم حضرت صدیق اکبرؓ کی شان اقدس پر صادق آتی ہیں۔ خلیفہ اول، یار غار و مزار اور رفیق نبوت کی خدمت میں درج ذیل نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلنے کی دعا ہے، استدعا ہے، برملا ہے، پیش خدا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں تمام فتنوں خصوصاً" منکرین ختم نبوت کے خلاف سنت صدیقؓ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین) بقول کسے۔

باقی صفحہ ۲۴ پر

محترم محمد سلیم ساقی

تحریکِ پاکستان اور قادیانی ٹولہ

قسط نمبر ۱

بندہ کی تالیف "مقام و احترام قائد اعظم" کے عنوان سے جولائی ۱۹۹۵ء میں بر سر عام آئی۔ اس میں بندہ ناچیز نے بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح کی کردار کشی اور کفران نعمت پاکستان کا عملی محاسبہ کیا ہے' کتاب کو جناح صاحب کی شخصیت' سیرت و کردار کی جھلکیاں' الزامات و اعتراضات' خاص کلام اور چند سودمند کے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اعتراضات کے زمرے میں جناح صاحب پر ایک اعتراض یہ بھی اٹھایا گیا ہے کہ جناح صاحب نے سر ظفر اللہ خان (قادیانی) کو اپنا وزیر خارجہ مقرر کیا تھا؟ اس غلطی پر جناح صاحب پر کافی لے دے کی جاتی ہے کہ یوں انہوں نے بہت برا کیا' مملکت پاکستان کو کافی نقصان پہنچا۔

بندہ نے اس اعتراض کو خاصا وزنی قرار دیتے ہوئے حالات و واقعات کی روشنی میں یہ موقف پیش کیا ہے کہ جناح صاحب قادیانیوں کی منافقت' عقائد و عزائم اور طریقہ ہائے واردات سے پوری طرح واقف نہ تھے' ورنہ وہ ایسا نہ کرتے۔ اس نادانستہ غلطی کا جو ثمر ملا اسے بھی واضح کردیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قارئین کی واقفیت کیلئے قادیانی فتنہ کا پول کھولا گیا ہے تاکہ وہ اس اعتراض کی اہمیت کا صحیح اندازہ لگا سکیں اور آئندہ اس قسم کی حکومتی غلطی کا اعادہ نہ ہونے پائے' اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی لغویات' یاوہ گوئی' دریدہ دہنی' نامعقولیت اور بدکرداری پر سے پردہ اٹھایا گیا ہے اور اس گستاخی بسیار اور یاوہ گوئی پر حسب توفیق سرزنش بھی کی ہے' جس سے قادیانی احباب جل کر شائستگی' معقولیت' انصاف اور ادب و احترام کا رونا رونے لگے ہیں۔

معقولیت اور انصاف و شرافت کا رونا رونے والوں میں انصر رضا قادیانی نے ہفت روزہ "مہارت" لاہور جلد ۶ شمارہ ۲۳' ۲۸ ستمبر تا ۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں رد عمل کے طور پر بعنوان "قائد اعظم' جماعت احمدیہ اور محمد سلیم ساقی" ایک مضمون نذر قارئین کیا ہے جس کی ذیلی دو سرخیاں اس طرح ہیں:

۱۔ قائد اعظم کی آڑ میں جماعت احمدیہ پر بلاجواز تنقید شرمناک حرکت ہے۔

۲۔ سلیم ساقی اپنی کتاب میں قول و فعل کے تضاد میں مبتلا دکھائی دیئے۔

بندہ کو مخاطب کرتے ہوئے انصر رضا قادیانی یوں گویا ہیں:

"اس کتاب کے مطالعے نے مجھے جہاں ایک طرف قومی خوشی اور فخر کے احساس سے دوچار کیا وہاں دوسری طرف ایک شدید روحانی دکھ میں بھی مبتلا کردیا جس کے باعث بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق آپ کی گندہ ذہنی ہے۔ کتاب کا مقصد جناح صاحب کی صفات کو اجاگر کرنا تھا اور ان پر عائد الزامات و اعتراضات کو دور کرنا تھا۔ اس میں مرزا صاحب کی ذات اقدس کو غلیظ الفاظ سے یاد کرنا کہاں تک جائز ہے۔ اس کتاب کے اس حصے کو جس میں بے ہودگی کی گئی ہے' پڑھ کر میرا جو حال ہوا ہے اس کی وجہ سے قرآنی تعلیم کے باعث مجھے یہ حق حاصل ہوگیا ہے کہ میں اسی قدر گندے الفاظ سے آپ کو یاد کروں۔ لیکن میں یہ حق خدا کی راہ میں قربان کرکے اسی کی بارگاہ میں اپنی فریاد پیش کرتا ہوں۔ لہٰذا میں دعا کرتا ہوں کہ اے خالق و مالک! تو محمد سلیم ساقی کو اگر وہ اپنے فعل سے توبہ نہ کریں تو دنیا اور آخرت میں تباہ و برباد کردے۔"

آگے انصر رضا نے اپنا یہ موقف بھی بیان کیا ہے کہ جناب عطاء الحق قاسمی صاحب اور ڈاکٹر ظفر وارثی جنہوں نے کتاب کا حرف سپاس اور حرف اول لکھا ہے' اگر وہ اس کتاب کو پوری طرح پڑھ لیتے تو وہ خود جان جاتے کہ محمد سلیم ساقی نے نہ صرف جناح صاحب اور وطن عزیز کے خلاف نامعقولیت کا منہ بند کیا ہے بلکہ خود انہوں نے کچھ کم نامعقولیت سے کام نہیں لیا۔ اس کے بعد اس نے علماء ختم نبوت کو ملا کا نام دے کر ان کی توہین و تضحیک کی ہے' کافی کچھ ادھر ادھر کی ہانکنے کے بعد اس نے قادیانی جماعت کی جناح صاحب اور تحریک پاکستان سے وفاداریوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے:

"جناح صاحب کی توقیر اور مقام شناسی کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ نے عملی طور پر بھی تحریک پاکستان میں مدد کی بلکہ جناح صاحب کو دوبارہ سیاست میں لانے اور مسلمانوں کی رہبری کرنے پر آمادہ کرنے کا سہرا بھی جماعت احمدیہ کے سر ہے۔ مسجد فضل' لندن کے امام مولانا عبدالرحیم درد نے (مرزا محمود احمد) کی زیر ہدایت جناح صاحب سے ملاقات کرکے پر زور دلائل کے ذریعے انہیں دوبارہ ہندوستان آنے پر آمادہ کیا۔ جناح صاحب نے

مولانا عبدالرحیم درد کی مساعی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا یعنی "امام صاحب کی فصیح و بلیغ ترغیب نے میرے لئے کوئی راہ بچنے کی نہیں چھوڑی" جناح صاحب کی تقریر ہندوستانی اور برطانوی پریس میں شائع ہوئی تھی۔ بزرگ صحافی م ش نے پاکستان ٹائمز ۱۱ ستمبر ۱۹۸۱ء میں اس امر کی شہادت دیتے ہوئے لکھا:

ترجمہ: "مسٹر جناح ہندوستان کی گندی سیاست سے اس قدر بددل ہوگئے اور رائے عامہ کے ہندوستانی لیڈروں سے اتنے برگشتہ ہوئے کہ انہوں نے ہندوستانی سیاست سے ریٹائر ہونے کا فیصلہ کرلیا اور اس علامت کے طور پر انہوں نے لندن میں تقریباً ہمیشہ کیلئے قیام کرلیا۔ یہ مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد، امام لندن ہی تھے جنہوں نے مسٹر جناح پر زور دیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آکر اپنا کردار ادا کریں۔ اس نتیجے میں مسٹر جناح ۱۹۳۴ء میں ہندوستان واپس آئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔"

علاوہ ازیں ظفر اللہ خان کو اپنا وزیر خارجہ بنانے میں مؤلف کے اس موقف کہ جناح صاحب قادیانیوں کے پاکستان اور اسلام دشمن عزائم اور کارستانیوں سے پوری طرح واقف نہ تھے، کی بھی تردید کی گئی ہے۔

معزز قارئین! بندہ کی مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں کے خلاف نام نہاد "یاوہ گوئی، بدزبانی، دریدہ دہنی، الزام تراشی اور بے ہودگی وغیرہ" پر بحث کو موخر کرتے ہوئے پہلے مضمون نگار کے درج بالا بیان اور ریفرنس کی حقیقت و اصلیت کو پرکھتے چلیں۔ قادیانیوں کی ذہنیت سے جناح صاحب کے پوری طرح واقف نہ ہونے کے بارے میں بھی بعد میں عرض کیا جائے گا۔

جناح صاحب کی لندن سے واپسی کی داستان بیان کرنے سے پہلے مضمون نگار کے درج بالا م ش کے ریفرنس کی صحت کو پرکھتے ہیں۔ قادیانیوں کے دعوئی کے مطابق جناح صاحب کی جس میٹنگ کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۳ء کو لندن کی مسجد "فضل" کے صحن میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہوئی تھی جس میں ۲۰۰ کے قریب سیاست دانوں اور دانشوروں نے شرکت کی۔ جناح صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

"امام (عبدالرحیم درد) کی فصیح و بلیغ ترغیب نے میرے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہ چھوڑی ہے۔"

اس دعوے کی حقیقت کا ایسڈ ٹیسٹ یہی ہے کہ "الفضل" قادیان کے شمارہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۳ء میں اس میٹنگ کی رپورٹ میں اس بات کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر دانستہ طور پر اس کو حذف کیا گیا ہے تو یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا محمود احمد نے عبدالرحیم درد کو جناح صاحب کے وطن واپس لانے کی ترغیب وغیرہ کی ہدایات نہیں دی تھیں۔ مرزا محمود احمد اور ظفر اللہ خان کی جناح صاحب کی ہندوستان سے غیر حاضری میں لیگ مخالف حرکات اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔ جہاں تک جناب م ش کے اس بیان کا تعلق ہے تو وہ جناح صاحب کی وطن واپسی کا سہرا علامہ اقبال کے سر بھی باندھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"اقبالؒ نے جس "مرد راہ دان" کے انتظار میں پارے کی طرح تڑپتے ہوئے دن رات گزارے تھے وہ ۱۹۳۶ء میں محمد علی جناح کی شکل میں برصغیر کے سیاسی افق پر دوبارہ نمودار ہوا۔" (نوائے وقت)

جناح صاحب کی وطن واپسی

جناح صاحب ہندوستانی سیاست سے کنارہ کش ہوکر ۱۹۳۰ء سے لندن میں رہائش پذیر ہوگئے تھے۔ وہاں انہوں نے وکالت کا پیشہ اپنا رکھا تھا، اس دوران آل انڈیا مسلم لیگ اندرونی خلفشار کا شکار تھی۔ انگریز کے گماشتے پنجاب میں ہندو، سکھ، مسلمان اور دیگر قوموں کے گٹھ جوڑ "یونینیسٹ پارٹی" کے نام سے ایک بار پھر متحدہ ہندوستانی قومیت کا پرفریب نعرہ دے کر مسلم لیگ کے مقابل آگئے تھے۔ جناح صاحب کی غیر حاضری میں سر محمد شفیع نے مسلم لیگ کی تمام ذمہ داریاں سنبھالی ہوئی تھیں اور اس تنظیم کا کام بڑی جانفشانی سے سرانجام دے رہے تھے۔

لندن میں پہلی گول میز کانفرنس کا افتتاح ۱۲ نومبر ۱۹۳۰ء کو ہوا کانگریس نے اس کا بائیکاٹ کیا۔ سر فضل حسین، ممبر وائسرائے ایگزیکٹو کونسل، نے سر ظفر اللہ خان کو جو اس کا اعلیٰ شریک کار تھا اور شفاعت احمد کو لندن بھیجا تاکہ وہ جناح صاحب کی سرگرمیوں کو چیک کریں۔ پہلی گول میز کانفرنس میں کوئی پیش رفت نہ ہوسکی۔ یہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۱ء کو ختم ہوگئی۔ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء کو دوسری گول میز کانفرنس ختم ہوئی۔ ظفر اللہ خان ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہندوستان روانہ ہوا تاکہ وہ سالانہ لیگ سیشن ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء دہلی کی صدارت کرسکے۔ چنانچہ اس نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ جناح صاحب کی عدم موجودگی اور سر محمد شفیع کے انتقال (۴ جنوری ۱۹۳۲ء) کے بعد پنجاب سے انگریز نواز ٹولے نے جس کی قیادت سر فضل حسین اور سر ظفر اللہ کررہے تھے، میدان خالی دیکھ کر برصغیر کی محبوب مسلم جماعت (مسلم لیگ) کو ختم کردینے سے شرمناک منصوبے پر عمل کرتے ہوئے اس کے مقابلے میں مسلم کانفرنس کا اثر و نفوذ متجاوز کرنے کی بے پناہ کوشش کی۔

مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس مسجد فتح پوری، دہلی میں مورخہ ۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ایسے

حالات میں منعقد ہو رہا تھا کہ سر محمد شفیع انتقال کر چکے تھے اور جناح صاحب لندن میں تھے' لیگ کی صدارت کا عہدہ ابھی خالی پڑا تھا۔ انگریز پرست جاگیرداروں کا ٹولہ اپنی ریشہ دوانیوں میں زیادہ مستعد ہو چکا تھا' سر فضل حسین 'ٹوڈی نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت مسلم لیگ کے وقار و عظمت کو مسلمانوں کے دلوں سے کم کرنے کیلئے اس اجلاس کی صدارت کے لئے ظفر اللہ خان کا نام تجویز کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حاضرین جلسہ کو اس گھناؤنی سازش کا علم ہو گیا۔ چنانچہ عوام کا سیلاب بلا اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگ اسٹیج کی طرف دوڑے اور جوتوں کی بارش کر دی۔ سر فضل حسین اور ظفر اللہ خان کے خلاف نعرے بلند ہونے لگے۔ ٹوڈی جلسہ گاہ سے فرار ہو گئے۔ ظفر اللہ مخالف احتجاج نے شرکائے اجلاس کو کسی اور جگہ منتقل ہونے پر مجبور کیا۔ آخر کار یہ اجلاس نواب محمد علی کی رہائش گاہ پر سخت حفاظتی انتظامات کے تحت منعقد ہوا۔ ظفر اللہ نے سیاسی مسائل پر بحث کی۔

اجلاس میں جو قراردادیں پاس ہوئیں' ان میں سے ایک یہ تھی کہ کمیٹی تشکیل دی جائے جو آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی سے رابطہ کرے تاکہ دونوں میں اتحاد پیدا کیا جاسکے۔ کمیٹی کو ہدایت کی گئی کہ وہ مارچ ۱۹۳۳ء تک لیگ کونسل کو رپورٹ پیش کرے جو ایسے ضروری اقدامات کرے کہ دونوں کا ادغام ہوسکے اور آخر کار تنظیم کیلئے ایک دستور تیار کرے۔ کمیٹی ان اشخاص پر مشتمل تھی ظفر اللہ صدر لیگ' ایس ایم عبداللہ اور اعجاز حسین بطور لیگ سیکرٹریز' لیگ کے پلیٹ فارم کو استعمال کرنے کیلئے یہ ایک بہت بڑی سازش تھی' سامراجی کھیل کیلئے قادیانی چاہتے تھے کہ ان کا لیگ پر قبضہ ہو اور اس کا خود مختار اسٹیٹس اسے مسلم کانفرنس میں مدغم کر کے ختم کیا جائے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ بالا اجلاس کی صدارت کیلئے ظفر اللہ خان کا نام تجویز کیا جارہا تھا تو اپنی صدارتی تقریر کیلئے ظفر اللہ خان نے مرزا محمود احمد کی ہدایت لینے کیلئے انہیں لکھا۔ اس میں وہ لکھا کہ "حضور! کچھ وقت نکالئے اور میرے لئے تقریر لکھ بھیجئے' مزید برآں لیگ کی صدارت کیلئے میرے نام کا اعلان ہونے کے بعد جمعیت العلماء وغیرہ احتجاج کریں گی۔ سیشن کے دوران وہ اس طرح کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ قادیانی ممبران کی ایک بڑی تعداد اس اجلاس میں حصہ لے تاکہ قرارداد پاس ہوسکے۔ حضور! اس بارے میں ہدایات ارسال فرمائیں۔" (تحریک احمدیہ جلد ۶ صفحہ ۳۲۹)

ان تمام مکروہات اور سازشوں کی اطلاع سید شمس الحسن اسسٹنٹ سیکرٹری مسلم لیگ نے لندن میں جناح صاحب کو بذریعہ تار کردی جس پر آپ نے سید صاحب کو لکھا:

"مسلم لیگ کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے"

اسی دوران جون ۱۹۳۳ء میں ظفر اللہ خان کے وائسرائے کونسل کے رکن نامزد ہوجانے کے سبب مسلم لیگ کے خلاف ریشہ دوانیوں کا سلسلہ کسی حد تک کم ہو گیا۔ میاں عبدالعزیز پشاور مسلم لیگ کے نئے صدر چنے گئے۔ جناح صاحب کو لندن سے واپس آکر قیادت کی ذمہ داری سنبھالنے کیلئے پوری قوم دست بدعا تھی۔ ان احساسات کا خیال کرتے ہوئے مسلم لیگ کونسل کا خصوصی اجلاس بلایا گیا تاکہ جناح صاحب کو برصغیر واپس لانے کی تدابیر کی جائیں۔

اجلاس مسلم لیگ کونسل' دہلی منعقدہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۳ء میں عمائدین نے برصغیر کے مسلمانوں میں موثر اور قد آور شخصیت کے فقدان کا شدید احساس کرتے ہوئے اس پر سنجیدگی سے غور کیا' اس سلسلے میں متعدد تجاویز آئیں۔ ایک تجویز یہ تھی کہ معزز لیگی حضرات کا وفد خود جاکر جناح صاحب سے برصغیر واپسی کی درخواست کرے' لیکن سرمایہ کی کمی اس میں مانع ہوئی۔ بالآخر مسلم لیگ کونسل نے عبدالمتین چودھری' بنگال کی ایک قرارداد منظور کرلی۔ موصوف جناح صاحب کے ذاتی دوست تھے' قرارداد میں جناح صاحب سے ملت اسلامیہ ہند کی قیادت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی دردمندانہ اور عاجزانہ درخواست کی گئی اور یہ بھی فیصلہ ہوا کہ مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ۲۹۔۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء کو دہلی میں منعقد کیا جائے۔

کونسل کے فیصلے کی اطلاع بذریعہ تار جناح صاحب کو لندن میں دی گئی' آپ نے بکمال مہربانی مسلم لیگ کی جانب سے یاد آوری کا شکریہ ادا کیا اور اسی سال واپس آجانے کا یقین دلایا۔ اس کے علاوہ لاکھوں پرخلوص مسلمان ارکان اور زعمائے مسلم لیگ نے ایک محضر نامہ کے ذریعے جناح صاحب سے اسلامیان ہند کی قیادت سنبھالنے کی التجا کی۔ یہ محضر نامہ ۱۲ مارچ والی قرارداد کے ساتھ منسلک کرکے جناح صاحب کو لندن بھیج دیا گیا۔ دریں اثناء میاں عبدالعزیز' پشاور مسلم لیگ کی صدارت پر بدستور رہنا چاہتے تھے۔ بعد از خرابیٔ بسیار ان کو مسلم لیگ کونسل نے ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء کو صدارت سے برطرف کردیا' لیکن انہوں نے اس فیصلے کو تسلیم نہ کرتے ہوئے اپنی لیگ کا اجلاس ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو ہاوڑہ کے مقام پر منعقد کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ مظلوم جماعت ایک بار پھر داخلی انتشار کا شکار ہو کر دھڑوں میں بٹ گئی۔

سالانہ اجلاس مسلم لیگ دہلی ۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء کو منعقد ہوا۔ یہ ہنگامہ خیز اجلاس بڑے جذباتی ماحول میں ہوا۔ عہدوں کے انتخاب سے متعلق شدید اختلافات پیدا ہو گئے۔ دھینگا مشتی

تک نوبت آگئی۔ اس کی صدارت حافظ ہدایت حسین نے کی۔ موصوف کو جناح صاحب کی واپسی تک صدر چن لیا گیا۔ اس عرصے میں جناح صاحب کو لندن سے واپس وطن لانے کے متعلق ممکنہ ذرائع بروئے کار لائے گئے۔ جناح صاحب کے قریب ترین دوست عبدالمتین چودھری کی ذاتی کاوشیں' نواب زادہ لیاقت علی خان اور بیگم رعنا لیاقت علی خان (جو ان دنوں لندن ہی میں تھے) کی کوششیں' علامہ اقبال کے وہ تاریخی خطوط جو آپ نے عصری تقاضوں کے زیر اثر ملت اسلامیہ ہند کی قیادت میں بحرانی کیفیات کے پیش نظر لکھے تھے' یہ سب امور جناح صاحب کے خیالات میں ارتعاش پیدا کررہے تھے۔

نواب زادہ اور بیگم رعنا لیاقت علی کے اعزاز میں جناح صاحب نے ایک ظہرانہ دیا۔ اس موقع پر مسلمانان ہند کے سیاسی حالات تفصیل سے زیر بحث آئے۔ جناح صاحب نے علامہ اقبال اور عبدالمتین چودھری کے خطوط کا بھی بطور خاص ذکر کیا۔ نوابزادہ نے بھی ذاتی طور پر وطن واپس پہنچ کر مسلمانوں کی بے سروسامانی کے پیش نظران کی قیادت سنبھالنے پر زور دیا۔ جناح صاحب نے لیاقت علی خان سے کہا:

''وہ برصغیر واپسی پر پورے ملک کا دورہ کریں اور حالات کی سازگاری اور میری قیادت کی ضرورت سے متعلق مجھے مطلع کریں۔''

آپ نے شہید ملت سے وعدہ لیا کہ وہ اس موقع پر سیاسی سفر میں ہمیشہ تعاون کریں گے۔ نوابزادہ صاحب نے برصغیر واپسی پر ملک کا تفصیلی دورہ کیا اور ایک مختصر سیاسی جائزہ مرتب کرنے کے بعد محمد علی جناح کو روانہ کیا۔

بمبئی کے چند مخصوص احباب کے اصرار پر جناح صاحب نے بمبئی سے مرکزی قانون ساز اسمبلی کے لئے امیدوار ہونا بھی قبول فرمایا۔

مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس' نومبر ۱۹۳۳ء دہلی میں منظور کی جانے والی قراردادیں

○ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء کو باتفاق رائے جناح صاحب کی وطن واپسی سے متعلق خصوصی قرارداد منظور کی گئیں:

پیش کردہ.........پروفیسر محمد صادق

تائید............خان بہادر سید بہاؤالدین

○ دوسری اہم قرارداد سرزمین فلسطین کی آئندہ حیثیت سے متعلق منظور ہوئی:

پیش کردہ.........مولوی کرم علی لکھنؤ

تائید........مولانا مظہرالدین

○ تیسری قرارداد مسلمانوں کو مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں شرکت کرنے سے متعلق تجاویز پر مبنی تھی:

پیش کردہ.........ڈاکٹر ضیاء الدین (ایم-ایل-اے) تائید......ڈاکٹر مفتی محمد صادق

دسمبر ۱۹۳۳ء کے آخری ہفتے میں محمد علی جناح وطن واپس آگئے۔ ۴ مارچ ۱۹۳۴ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا' اس میں اتفاق رائے سے جناح صاحب کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر اور حافظ ہدایت حسین کو سیکریٹری منتخب کیا گیا۔ آپ ۲۴ مئی ۱۹۳۴ء کو ضروری کام سے پھر لندن چلے گئے تاکہ وکالت کا کاروبار سمیٹ کر قوم کی وکالت کیلئے تیار ہوجائیں۔ جنوری ۱۹۳۵ء میں واپس آئے ۲۳ اپریل ۱۹۳۵ء کو پھر لندن چلے گئے۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ''مستقلاً'' وطن واپس آگئے۔

یہ تھی داستان جناح صاحب کے واپس لائے جانے کی' مولوی عبدالرحیم درد قادیانی کو اس بات کا کریڈٹ دینا کہ یہ اسی کی کاوشوں کا نتیجہ تھا جناح صاحب وطن واپس آئے ایک بچگانہ جھوٹ ہے' تاریخی لحاظ سے بھی اور منطقی لحاظ سے بھی۔ جس کا گرو (مرزا محمود احمد) اور سیاسی رہنما ظفراللہ خان ہندوستان میں بیٹھ کر مسلم لیگ کو سرے سے ختم کردینے کی گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہوں' وہ کیونکر لندن میں بیٹھ کر جناح صاحب کو وطن واپسی کی ترغیب دلاسکتا ہے؟ یہ ہے مہارت!

اس بات کو ذرا آگے بڑھاتے ہیں اور دیکھتے ہیں عملی طور پر قادیانیوں نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت کی یا مخالفت؟ موقع پرست قادیانیوں کے دعوے کی بناوٹ اور نامعقولیت خود ہی بول اٹھے گی اختصار کے مدنظر چیدہ چیدہ حوالوں پر ہی اکتفا کیا جائے گا:

۱- ۱۹۳۶ء میں جناح صاحب اور احراری لیڈروں کے درمیان ایک میٹنگ ہوئی تاکہ ۱۹۳۶ء کے صوبائی انتخابات میں مسلم لیگ اور مجلس احرار اسلام کے درمیان ایک انتخابی سمجھوتا طے پاسکے۔ اس پر قادیان بہت پریشان ہوا۔ قادیانی ہم نوا روزنامہ ''دی پیپلز'' نے جناح صاحب کو احرار کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتا کرنے کے بارے میں انتباہ کیا' اور ان (احرار) کے ماضی میں پنجاب کی سیاست میں کردار پر نکتہ چینی کی۔ روزنامہ نے جناح صاحب کو مشورہ دیا کہ ''وہ اس سے سبق حاصل کریں' اگر وہ امن چین سے رہنا چاہتے ہیں تو۔'' (الفضل قادیان ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء' حوالہ ''دی پیپلز'' لاہور)

بقیہ: ساری انسانیت کے لئے نعمت ورحمت

بنے اور مساوات اور امن و راحت کا راستہ بنانے اور راستہ ہموار کرنے کی وجہ سے رحمتہ للعالمینؐ ثابت ہوئے جس کی شہادت خود خداتعالیٰ نے اپنے فرمان میں دی ہے کہ وما ارسلنٰک الا رحمتہ للعالمین ''ہم نے تم کو مخصوص طور پر تمام دنیا جہانوں کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے۔'' صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلاما ''دائما'' الی یوم القیامتہ۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

تکمیل نبوت کا اعلان

خدائے علیم و خبیر کا ارادہ غالب دین اسلام کو نقطۂ کمال پر پہنچانے' اور اس کو ہر دور و دیار کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل بنانے میں پورا ہو کر رہا' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پیغام اور دین کی امانت کو بندوں تک پہنچانے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کا پورا حق ادا کردیا اور ایک ایسی امت تیار کردی جس نے نبوت کا منصب پائے بغیر کار نبوت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں' اور اسے دعوت اسلام کو لیکر کھڑے ہوئے' دین کو تحریف و تبدیلی سے بچانے' دنیا کی خیر خواہی اور ہر زمانے میں اور ہر مقام پر انسانیت کا احتساب کرنے پر مامور و متعین کردیا گیا۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله

ترجمہ: "تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لئے سامنے لائی گئی ہے تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔"

خدا کے علم ازلی میں یہ پہلے سے مقدر تھا کہ دنیا میں پیغمبروں کے جانشین' علم و ہدایات کے روشن مینار اور ثبات و استقامت کے کوہ وقار ہر دور میں موجود رہیں گے' جو اس دین کو ہر زمانے میں' غلو اور زیادتی کرنے والوں کی تحریف' باطل پسندوں کے غلط انتساب' اور جاہلوں کی بے جا تاویل سے بچاتے رہیں گے' تقدیر الٰہی کے اس فیصلہ کی خبر اور بشارت دیتے ہوئے زبان نبوت نے کہا:

ترجمہ: "میری امت میں سے ایک جماعت برابر حق پر قائم اور غالب رہے گی' اور ان کا ساتھ نہ دینے والا ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا' یہاں تک کہ اللہ کا آخری فیصلہ (قیامت) آجائے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔"

جب عالم تکوین و تشریع میں یہ سب طے ہوگیا تو اس کا اعلان کردیا گیا کہ انسانوں کو ان عقائد شریعت کی تعلیم (جس پر ان کی دنیوی فلاح اور اخروی نجات کا مدار ہے) اب وحی و ملائکہ کے ذریعہ اور کسی نئے نبی کے واسطہ سے نہیں دی جائے گی اور نبوت و وحی کے نزول کا سلسلہ آخری طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا جارہا ہے۔

نبوت و وحی کے نزول' اور ملائکہ بالخصوص جبرئیل کے ذریعہ انبیاء سابقین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق خدا کی ہدایت و تعلیم پر مامور کرنے کے تذکرے سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے' یہاں پر چند آیات پیش کی جاتی ہیں:

"وہ فرشتوں کو پیغام دیکر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ تم یہ اعلان کردو کہ میرے سوا کوئی اور معبود نہیں' تم مجھ سے ڈرو۔"

"اور یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے جسے امانت دار فرشتہ لیکر آپ کے دل پر اترا ہے تاکہ آپ کھلی' عربی زبان میں ڈرانے والوں میں سے ہوں۔"

"کسی بشر کا یہ مرتبہ نہیں کہ اللہ براہ راست اس سے بات کرے مگر یہ کہ وہ بات وحی اور پردے کی اوٹ سے ہو' وہ فرشتہ بھیجے اور وہ رسول کو اس کے حسب اجازت اس کے منشاء سے آگاہ کرے اللہ یقیناً" بلند اور حکمت والا ہے۔"

"آپ کہہ دیجئے کہ اس کتاب کو روح القدس فرشتہ آپ کے رب کے پاس سے ٹھیک ٹھیک لیکر اترا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت و بشارت کا سامان ہو۔"

"اور نبی اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتا' یہ تو صرف وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی اور اسے بھرپور طاقت اور قوت والے فرشتہ نے اسے سکھایا' تو وہ پورے نظر آئے اور وہ بلند افق پر تھے' پھر قریب ہو رہے اور آگے بڑھے' تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم' پھر خدا نے اپنے بندہ کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۔"

"کہہ دو کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہو (اس کو غصہ میں مرجانا چاہئے) اس نے تو (یہ کتاب) خدا کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے' جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے' اور ایمان والوں کیلئے ہدایت اور بشارت ہے۔"

"بیشک یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے' جو صاحب قوت' مالک عرش کے ہاں اونچے درجہ والا سردار (اور) امانت دار ہے' اور (مکہ والو) تمہارے رفیق (یعنی محمدؐ) دیوانہ نہیں ہیں' بیشک انہوں نے اس (فرشتہ) کو (آسمان کے کھلے یعنی) مشرقی کنارہ پر دیکھا ہے

اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں۔"

لیکن جہاں تک وجدانی اور لدنی علوم اور حکم و معارف اور ان اطلاعات کا سوال ہے' جو بعض پاکیزہ نفوس اور ریاضت و مجاہدہ اور علوم و حقائق کے سمندر میں غواصی کرنے والوں کو الہام کردی جاتی ہیں' اور جو کچھ لوگوں کو نوائے سروش یا ندائے غیب کی صورت میں سنائی دیتی ہیں' اس کا نبوت سے تو دور کا بھی تعلق نہیں' بعض اوقات اس کیلئے ہدایت و حقانیت کی بھی شرط نہیں ہوتی۔

یہ اعلان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردی گئی اور یہ مضمون و مفہوم ایسے صریح اور واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے' جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور اس بارے میں کج بحثی اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش وہی شخص کرے گا جس کے دل میں چور ہو یا اس سے اس کا کوئی مفاد وابستہ ہو۔

وہ صفات جو دائمی نبی اور آخری رسول ہی کے ہوسکتے ہیں:

قرآن مجید نے سلسلہ نبوت کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کی عملاً ضرورت نہ ہونے کے اظہار کیلئے گوناگوں اور نہایت بلیغ اسالیب بیان اختیار کئے ہیں' جو بیک وقت قلب و دماغ کو پورے طور پر اپیل کرنے والے ہیں' اس کیلئے کبھی تو قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و اوصاف ایسے انداز میں بیان کئے ہیں' جن سے عقل سلیم رکھنے والا ہر انسان با آسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ ایک زندہ جاوید پیغمبر اور قیامت تک کیلئے قابل تقلید نمونہ اور مثالی شخصیت ہیں' چنانچہ ارشاد ہوا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ، وکان اللہ بکل شئی علیما ○

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں' بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔"

قرآن مجید نے آپ کے آخری نبی ہونے کو ظاہر کرنے کیلئے اسی قوم کی زبان اور تعبیرات سے کام لیا ہے' جن کی زبان میں وہ اترا ہے' اور جو اس کے اولین مخاطب اور اس کے سمجھنے اور پھر دنیا کو سمجھانے اور بتانے پر مامور تھے' یہ زبان کے درمیان رابطے' بول چال' اور ادائے مطلب کی زبان تھی' لیکن اس زبان کی محیر العقول وسعت و صلاحیت کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ اس میں کمال و انتہا جتانے والا کوئی لفظ "خاتم" سے بہتر موجود نہیں اور اس مطلب کیلئے یہی لفظ گفتگوؤں اور شعر و ادب میں ان کی نوک زبان رہتا تھا' اسی لئے ان کی زبان میں خاتم' ختام' اور ختم کے وہی معنی پائے جاتے ہیں' جو قرآن مراد لیتا ہے' یعنی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول اور خاتم الانبیاء ہیں' جن کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔

قرآن مجید نے آخری رسالت کے حامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی صفتیں بیان کی ہیں' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی ابدیت اور بلا استثناء ہر نسل' ہر زمانہ اور ہر طبقہ کیلئے مثالی نمونہ اور اسوہ حسنہ بننے کی صلاحیت و اہلیت کی طرف واضح اشارے کرتی ہیں' جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

"تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو' اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔"

"(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو' تو میری پیروی کرو خدا تمہیں دوست رکھے گا' اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

"اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا' اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے' اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔"

یہ بات سب جانتے ہیں کہ خدائے علام الغیوب کی ذات تو بہت اعلیٰ و ارفع ہے' عقلمندوں اور بلیغ ادیبوں کا بھی یہ شیوہ نہیں کہ وہ کسی ایسے بادشاہ کی مدح و توصیف میں سحر طرازی اور نفس درازی سے کام لیں جس کی سلطنت عارضی اور جس کا ستارہ اقبال روبزوال ہے' اور اس کی جگہ کوئی دوسرا صاحب تاج و تخت لینے والا ہے' اسی طرح ان حکیموں اور دانشوروں کی جو انجام کار پر گہری نظر رکھتے اور خوب ناپ تول کر کوئی بات کہتے ہیں' یہ طینت و افتاد طبیعت نہیں کہ وہ کسی ایسے بچے کی ولادت پر مبارکباد دینے میں فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھائیں' جسکے متعلق کسی قرینہ سے معلوم ہوگیا ہو کہ اس کی زندگی مختصر اور اس کی بہار چند روزہ ہے' وہ ایسی ہستی کی درازی عمر اور بلند اقبال کے گیت بلند آہنگی سے نہیں گاتے۔ جس کے متعلق بعد میں کہنا پڑتا ہے۔

خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود

(ماخوذ منصب نبوت)

○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے بعد ایسا شخص بھیجتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔ (ابوداؤد)

ساری انسانیت کے لئے نعمت و رحمت

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جس وقت ہوئی‘ اس وقت دنیا اپنی مادی و دنیاوی ترقی کے اعلیٰ مقام تک پہنچی ہوئی تھی‘ ایران اور روم میں تمدن‘ علم‘ وسائل راحت‘ اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے‘ اس کی تفصیلات دیکھی جائیں تو حیرت ہوتی ہے۔ آج کے انسان نے اپنے متمدن علاقوں میں زندگی کی راحتوں کا جو سامان مہیا کرلیا ہے اس زمانہ کا سامان راحت اس سے کم نہیں رہا ہوگا بلکہ اس سے زیادہ ہی رہا ہوگا لیکن انسان کو بحیثیت انسان کے جو قلبی سکون ور ذہنی راحت مطلوب ہے وہ اس کو بالکل حاصل نہ کرسکا تھا‘ بلکہ وہ اس لحاظ سے ایک مصیبت کی کیفیت میں تھا‘ اور یہ کیفیت بڑھتی جاری تھی‘ جس کے پاس پیسہ اور اقتدار ہوتا وہ ہر طرح کی نعمتوں اور راحتوں کو جمع کرلیتا‘ اور جس کے پاس پیسہ نہ ہوتا وہ سوسائٹی میں جانور سے بدتر حیثیت رکھتا تھا‘ بیل‘ بھینس‘ گھوڑے کو وہ تکلیف و بے بسی جھیلنی نہیں پڑتی تھی جو ایک غلام انسان کو یا ایک نوکر کا کام انجام دینے والے کو جھیلنا پڑتی تھی‘ حتیٰ کہ دولتمندوں کی معیاری دعوتوں میں محض لطف مجلس اور سرور محفل کیلئے کھانے کے اوقات میں غلام یا قیدی پکڑ کر لائے جاتے اور ان کو آگ لگا کر مشعل کے طور پر استعمال کیا جاتا اور لوگ دعوت کھاتے جاتے غلام کے جلنے اور تڑپنے سے لطف لیتے جاتے جیسے کوئی آتشبازی یا پھلجھڑی سے لطف لیتا ہے‘ اپنے کو برتر سمجھنے والی قومیں دوسری قوموں کو جانور سے کمتر درجہ کی سمجھتی تھیں اور ان کے کہنے والے کہتے تھے کہ ان کے آدمیوں کو لوٹ لینا مار ڈالنا‘ ان کی زندگی اور موت سے اپنے مفاد کی خاطر کھیلنا اور برباد کردینا کوئی جرم نہیں‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر انسان کو اس ظلم سے آزادی دلائی‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ دیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کا بھائی ہے۔ سب ایک آدم کی اولاد‘ ایک خدا کے بندے ہیں‘ نہ کوئی بڑا ہے نہ کوئی چھوٹا‘ اور آپ نے اپنے عمل سے یہ کرکے بھی دکھادیا‘ کہ عربوں کے معزز ترین قبیلہ قریش کی معزز ترین شاخ کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود آپ رومی نسل کے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو‘ کالی حبشی نسل کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو‘ سرخ ایرانی نسل کے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے‘ اور اس طرح برابری کا معاملہ کرتے جس طرح اپنے ہم خاندان کسی قریشی کے ساتھ معاملہ کرتے‘ اور آپ نے اس پر صرف عمل کرکے دکھانے کو کافی نہیں سمجھا بلکہ اس کی بہانگ دہل تلقین کی‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پھر اس کی تلقین کے نتیجہ میں مساوات کی یہ رسم ایسی چلی کہ انسانی تاریخ نے یہ دیکھا کہ آزاد اور معزز نسل کے مسلمان بادشاہوں کے ساتھ غلام نسل کے بادشاہ بھی ہوئے اور بار بار ہوئے اور اس پر کسی نے یہ نہیں کہا کہ غلام نسل کے آدمی کیسے بادشاہ ہوسکتے ہیں‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو جو پیغام خداوندی سنایا اس میں سب سے اول بات یہ تھی کہ انسان کا سر سوائے اپنے مالک حقیقی کے جو خدائے واحد ہے کسی کے بھی سامنے نہیں جھک سکتا‘ وہ سوائے خدا کے کسی کو حقیقی نافع یا نقصان رساں نہیں سمجھ سکتا‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح انسان کو بلکہ جانوروں‘ درختوں‘ ستاروں‘ دریاؤں‘ اور پہاڑوں کی بندگی و عبادت سے نکال کر تنہا خدائے واحد کی عبادت تک محدود کردیا‘ اس کے ساتھ آپ نے انسان کی بڑائی تمام زمینی مخلوقات پر بتائی اور ان مخلوقات کو انسان کا خادم بتایا پھر آپ نے انسان کو انسان سے محبت کرنا سکھایا‘ اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ اپنائیت اور برادرانہ محبت کرنا سکھائی‘ اپنے اہل خاندان کے ساتھ سلوک و تعاون کی تلقین کی‘ پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کرنے کی ایسی تاکید کی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو شبہ ہونے لگا کہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزیزوں اور قرابتداروں کا مرتبہ نہ دیدیں‘ اور وراثت میں شریک قرار نہ دیدیں‘ اپنوں کے علاوہ غیروں کی بھی راحت کا خیال رکھنے کی ہدایت فرمائی‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی کہ راستہ میں کوئی ایسی چیز پڑی دیکھو جس سے کسی چلنے والے کو تکلیف پہنچ سکتی ہو تو اس کو ہٹادو‘ اس کام کو اجر ملے گا۔

آپ کو اپنی اہلیہ کی طرف سے جو غلام حاصل ہوئے تھے ان کو آزاد فرماکر ان کے ساتھ عزیز بلکہ بیٹے جیسا معاملہ رکھا حتیٰ کہ اپنی ایک قریب ترین عزیزہ سے جو عربوں کے معزز ترین قبیلہ قریش کی فرد تھیں ان سے شادی کردی‘ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دکھادیا کہ آقا یا غلام کو کس انتہائی حد تک یکساں کیا جاسکتا ہے۔

آپ کو کوئی بھی ضرورت مند آدمی راستہ میں روک لیتا اور اپنی بات کہتا‘ آپ اس کی بات

صبر و سکون سے سنتے اور اس وقت تک سنتے رہتے جب تک وہ اپنی بات پوری نہ کرلیتا' اور خود نہ کہتے کہ اب ختم کرو' اگر اس کا کام کرسکتے تو کردیتے اور نہ کرسکتے ہوتے تو بہت نرم انداز میں معذوری ظاہر کرتے' خاص طور پر غریب اور کمزور آدمی کے ساتھ بہت ہی رعایت کا معاملہ کرتے۔

مکہ کی زندگی میں جہاں آپؐ کے وطن کے معزز لوگ آپ کے مخالف اور دشمن ہو رہے تھے وہ اس بات کے بھی مخالف تھے کہ غلاموں اور چھوٹے لوگوں کی آپ کیوں پذیرائی کرتے ہیں' ایک موقع پر ایک دیہاتی جس نے شہر کے ایک معزز شخص ابوجہل کے ہاتھ جو آپؐ کا سب سے بڑا مخالف تھا کچھ اونٹ فروخت کئے تھے اور دام دینے میں آج کل کرکے ٹال رہا تھا مکہ آیا اور قریش کے کئی معززین سے کہا کہ بیچ میں پڑ کر رقم دلوادیں' ان میں سے کسی کی ہمت نہیں پڑی بلکہ انہوں نے اس شخص کو تفریح لینے کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیج دیا کہ ان سے مدد لو' وہ دلادیں گے ان کی نیت یہ تھی کہ آپ یا تو اس کا کام کرانے سے معذرت کریں گے اس سے آپؐ کی نیک نامی میں کمی آجائے گی اور اگر دلانے کی کوشش کریں گے تو ٹکراؤ ہوگا اور نقصان اٹھائیں گے۔ وہ دیہاتی آپؐ کے پاس گیا آپ فوراً تیار ہوگئے اور ابوجہل کے پاس گئے دروازہ کھٹکھٹایا اس نے کہا کون آپ نے فرمایا محمدؐ' وہ نکلا آپؐ نے فرمایا کہ ان کے دام کیوں نہیں ادا کرتے' وہ انسانی ہمدردی میں آپ کی اس جرات سے اتنا مرعوب ہوا کہ اس نے کہا کہ ہاں ابھی ادا کررہے ہیں اور اندر جاکر پورے دام اس دیہاتی کو دیدیئے' اس دیہاتی نے قریش کے معزز لوگوں سے کہا کہ یہ بڑے اچھے آدمی ہیں ہمارے دام دلوادیئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے ساتھ حتی کہ اپنے دشمنوں کے اور اسلام کے مخالفوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک و برتاؤ کرتے تھے آپؐ نے اپنے اصحاب کو قرآن مجید کا یہ حکم پہنچایا کہ اگر کوئی مشرک تمہارے پاس مہمان کے طور پر یا مدد کیلئے آئے تو اس کو ٹھہراؤ' وہ اللہ کا بھیجا ہوا کلام سنے گا' پھر اس کو اس کی امن و حفاظت کی جگہ پہنچادو۔ چنانچہ آپؐ کے اصحاب بھی اس پر عمل کرتے تھے' چنانچہ دوست تو دوست دشمن بھی متاثر ہوتے تھے۔

آج دنیا نے جمہوریت و مساوات کے جو اعلیٰ سے اعلیٰ نظریات پیش کئے ہیں اور ان پر عمل کرنے کا دعویٰ ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کردہ انسانی ہمدردی' عملی مساوات کا ایک چھوٹا نمونہ بھی نہیں پیش کرسکتی' امریکہ آج جمہوریت کا سب سے بڑا علمبردار ہے لیکن کالوں کو گوروں کے مساوی سمجھنے میں کوتاہی کرنے سے ابھی تک نہیں بچ سکا' زندگی کے مختلف میدانوں میں' سیاست میں' تعلیم میں' معاشرت میں ہر جگہ وہاں دونوں میں فرق کیا جاتا ہے' جنوبی افریقہ میں انگریزوں نے ابھی چند برسوں قبل تک سیاسی اور سماجی زندگی میں کالوں کو عزت و احترام سے انتہائی دور رکھنے اور ان کو کمتر سمجھنے کا جو رویہ اختیار کر رکھا تھا وہ ظلم کی انتہائی مثال ہے' یورپ میں باوجود ساری ترقیات کے آج بھی انسان انسان میں فرق کیا جاتا ہے' لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معزز ترین سمجھی جانے والی نسل اور معزز ترین شاخ کے فرد ہونے کے باوجود غلاموں اور سماجی طور پر دبے کچلے انسانوں کے ساتھ برابری' مساوات اور عزت کا جو معاملہ کیا اور برابر کرتے رہے اور اس کی تلقین کرتے رہے' پوری انسانی تاریخ اس کی مثال نہیں پیش کرسکتی' اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین و ہدایت اور سخت تاکید کے اثر سے آپؐ کے ماننے والوں نے بھی اس مساوات اور انسانی ہمدردی کے اعلیٰ کارنامے کر دکھائے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام کا ایک بادشاہ مسلمان ہوکر حج کرنے آیا' وہ اپنے شاہی کروفر کے لباس میں مشغول طواف تھا کہ ایک غریب اور دیہاتی کا پیر اس کے دامن پر پڑ گیا جس سے وہ بادشاہ پھنس کر گرنے کے قریب ہوگیا اس کو ایسا غصہ آیا کہ اس نے اس غریب دیہاتی کو طمانچہ مار دیا' دیہاتی نے خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کے سماجی فرق کا لحاظ کئے بغیر بدلہ دلانے کا حکم دے دیا کہ بدوی کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اسی طرح اس بادشاہ کے طمانچہ مارے' بادشاہ نے کہا کیا یہ بھی ہوسکتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہاں! حصول انصاف میں سب برابر ہیں' بادشاہ نے ایک روز کی مہلت طلب کی' آپ رضی اللہ عنہ نے وہ مہلت دے دی' وہ رات ہی رات بھاگ گیا' اور اسلام سے ہٹ گیا' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے انصاف پسند فیصلہ پر سے نہیں ہٹے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت نوازی' مساوات اور کمزوروں کی مدد کی جو تلقین فرمائی اس کا اثر آپؐ کی امت میں نمایاں طریقہ سے ظاہر ہوتا رہا' اور شاندار مثالیں سامنے آتی رہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انسانوں ہی نہیں بلکہ ہر ذی حیات کے ساتھ ہمدردی کی تلقین فرمائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ فی کل کبد حری لکم اجر "ہر گرم کلیجہ رکھنے والی شئے کا خیال رکھنے پر تم کو اجر ملے گا" ظلم کو جانور کے ساتھ بھی روا رکھنے کی اجازت نہیں دی' بے زبان جانور کی تکلیف دور کردینے پر بھی اجر بتایا۔ اور کئی واقعات ایسے بتائے کہ پیاسے جانور کو پانی پلادینے پر ایک بڑے گناہ گار کی اللہ

تعالیٰ کی طرف سے بخشش ہو گئی اور ایک جانور کو بہت دکھ دینے پر آدمی کو جہنم کا عذاب ملا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے جس وقت رخصت ہو رہے تھے آپ کی زبان مبارک پر خاص طور پر دو نصیحتیں تھیں کہ دیکھو اپنے پروردگار کی عبادت (نماز) کو قائم رکھنا اور اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' آپ نے اس کی اتنی اہمیت محسوس کی کہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ دلائی کہ امت کے لوگ اس کی اہمیت کو سمجھیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من لم یوقر کبیرنا ومن لم یرحم صغیرنا فلیس منا

”کہ ہمارے معاشرہ میں جو اپنے بڑوں کا احترام نہ کرے اور اپنے چھوٹوں کے ساتھ رحمدلی نہ کرے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے کمزور ہونے کی بنا پر رعایت فرمائی اور ایسے احکام دیئے جن سے عورت کی عصمت کی حفاظت اس کے باعزت مرتبہ کا لحاظ رکھا جائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو باعزت مقام دلایا' ورنہ عورت کو مرد کیلئے کھلونا اور خدمت اور راحت رسانی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا' اس کو پیدا ہونے کے وقت ہی سے ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا' حتیٰ کہ بچپنے میں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا' آپ نے عورت کو مرد جیسی عزت والا بنایا بلکہ لڑکیوں کی پرورش کا ثواب لڑکوں کی پرورش سے بھی زیادہ بتایا' اور عورت خواہ بیوی ہو' خواہ ماں ہو تو اس کے حقوق علیحدہ علیحدہ اعلیٰ سطح سے مقرر فرمائے اور ان کی ادائیگی کی تاکید فرمائی' بیٹی کا حق بیٹے کے حق کے ساتھ ضروری قرار دیا اور اس کو باقاعدہ مقرر فرمایا' بھائی کے ساتھ بہن کا بھی حق بتایا اور اس کو بھی مقرر فرمایا' بیوی اگر شوہر کا ظلم دیکھے تو اس کیلئے علیحدگی کا طریقہ طے فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و ہمدردی صرف انسانوں تک محدود نہیں رہی' نہ صرف ہر جاندار کے ساتھ محدود رہی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی دی ہوئی دولت اور دنیاوی سہولتوں کے بارے میں بھی عادلانہ اور منصفانہ رویہ سکھایا' خرچ میں اسراف سے منع کیا تاکہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو ضائع نہ کیا جائے' صدقہ خیرات کی تلقین فرمائی تاکہ امیروں کی دولت غریبوں تک بھی پہنچے' زکوٰۃ کے حکم کے ذریعہ زائد دولت رکھنے والوں پر غریبوں کی مدد لازمی کر دی تاکہ اس دنیا کی دولت و ثروت ایک جگہ اکٹھا ہو جانے سے ضائع نہ ہو' عبادات میں روزہ کا بھی حکم سنایا جس کے ذریعہ ہر مسلمان کو بھوک و پیاس کی ایک سالانہ مشقت سے گزرنا ہوتا ہے تاکہ اس کو محسوس ہو کہ بھوک کیا چیز ہوتی ہے اور بھوکا انسان کیسا ہوتا ہے تاکہ اس کا احساس رہے اور کم وسائل زندگی رکھنے والے کی تکلیف کا تصور ہر مسلمان کے ذہن میں قائم رہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ زندگی اور اپنی اردگرد کی دنیا میں جو کچھ ہے اس سے فائدہ اٹھانے اور اس سے فائدہ پہنچانے کے طریقے بتائے' جن پر عمل کرنے سے دنیا کا سارا نظام درست ہو جاتا ہے' اور برائیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے اور اس نظام پر عمل کیا جائے تو ساری دنیا اعتدال' انصاف' امن اور بھائی چارگی کے ماحول میں چین و اطمینان اور خوشحالی کی زندگی گزار سکتی ہے' اور اس پر مزید یہ کہ اس دنیا کے ختم ہونے پر جب آخرت کی زندگی آئے گی تو وہاں بھی مزید کامیابی اور راحت و عافیت حاصل ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان عظیم تعلیمات اور خود ان پر پورا عمل کرنے کے باعث عالم بلکہ سارے عالموں کیلئے امن و راحت کے پیامبر

باقی صفحہ ۱۶ پر

تاریخی ڈائری

غزوہ خندق

حافظ محمد سعید اسعد

قسط نمبر ۲

گزشتہ سے پیوستہ

وہ سب سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے' بنی قریظہ کے ایک یہودی نے عورتوں پر ہاتھ اٹھانا چاہا' وہ قلعے کے قریب آ گیا جہاں مستورات ٹھہری ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کمال ہمت سے خیمے کی چوب سے اس کا سر پھوڑا اور سر کاٹ کر قلعے سے نیچے پھینک دیا' اس کے بعد یہودیوں نے فرار ہونے ہی میں عافیت سمجھی' اور جنگ خندق میں فتح مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔

یاد وطن

وطن سے دوری اور محبوب کی مجبوری نے کے ماتمی بے آب نہ کیا؟ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو اب اطمینان کا سانس لینا نصیب ہوا' تو وطن عزیز کی یاد انہیں تڑپانے لگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی' چھ برس بعد مکے کی طرف کوچ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فریضہ حج کا خیال بھی ستا رہا تھا۔ اس نورانی قافلہ سالار کے ساتھ اہل ایمان کا قافلہ روانہ ہوا' عورت مرد' بچے اور بوڑھے ہمراہ تھے' اہل مکہ کہیں حملہ تصور نہ کریں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز تلوار کے اور ہتھیار لے جانے کی اجازت نہ دی' مسلمانوں نے صرف قربانی کے اونٹ ساتھ لئے اور احرام باندھ کر چل دیئے' کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد مخبر نے خبر دی کہ اہل قریش دوسرے قبائل کو اشتعال دلا کر مقابلے کو آنا چاہتے ہیں' بڑھنے میں خطرہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ کاٹ کر جانا چاہا لیکن دشمن کو علم ہو گیا' چنانچہ ہیر کے مقام پر ڈیرے ڈال دیئے۔

محمد فاروق قریشی

قسط نمبر ۱

پچاس سالہ دینی تحریکات کا جائزہ

اصل تحریک ملک (ہندوستان) کی آزادی کی تحریک تھی اور اس تحریک میں سب سے بڑی رکاوٹ فرقہ وارانہ مسئلہ یا ہندو مسلم مسئلہ تھا۔ انگریز ایک صدی تک اس مسئلے کی پیچیدگیوں سے فائدہ اٹھاتا رہا لیکن جنگ عظیم اول نے گریٹ برطانیہ کو اس درجہ کمزور کردیا تھا کہ جنگ عظیم دوم کے آغاز ہی میں اس نے یہ سمجھ لیا کہ اس جنگ کا نتیجہ خواہ کچھ نکلے لیکن ہندوستان کی آزادی کو وہ نہیں روک سکتا۔ اس لئے مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد کے شائع ہوتے ہی ملک کی سیاسی تاریخ نے ایک نیا رخ اختیار کرلیا اور اگرچہ اسباب بہت سے ہیں لیکن قرارداد پاس ہونے کے چند سال بعد ہی جو انقلاب آیا اور جس طرح ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام وجود میں آیا اسے قدرت کا معجزہ ہی کہا جاسکتا ہے۔ البتہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستان کیلئے مسلمانوں کو پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ" کا جو نعرہ دیا گیا تھا اس نے مسلمانوں میں جوش اور ولولہ پیدا کردیا تھا اس نے منزل کو آسان کردیا تھا۔

ہندوستان کے طول و عرض میں جہاں جہاں کلمہ گو رہتے تھے اس پر دیوانہ وار نثار ہونے لگے یہاں تک کہ وسطی اور جنوبی ہندوستان کے مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں نے بھی اس نعرہ پر اپنا تن من نچھاور کردیا جبکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کے علاقے کسی صورت میں پاکستان نہیں بن سکتے، لیکن اسلام کی فرمانروائی پوری ملت اسلامیہ کا منتہائے مقصود بن گئی تھی۔ جس کیلئے وہ آگ اور خون کے دریاؤں سے گزرے اور پاکستان کی منزل مقصود پر پہنچ گئے اور آج سے پچاس برس قبل یعنی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشہ پر اولین نظریاتی مملکت کا وجود پاکستان کے نام سے عمل میں آگیا۔

آج نصف صدی گزر جانے کے بعد جب ہم تحریک پاکستان میں پیش نظر مقاصد یعنی مسلم قومیت کا تشخص اور "لا الہ الا اللہ" کی حکمرانی یعنی اسلام کا بحیثیت سیاسی نظام کے مکمل نفاذ کا جائزہ لیتے ہیں اور حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ یہ نصف صدی کا سفر رائیگاں چلا گیا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جس مقام تک پہنچ گئے تھے اب اس سے بھی بہت پیچھے پلٹ گئے ہیں، پہلے ایک منزل ہمارے سامنے تھی اب منزل بھی ہم نے فراموش کردی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارے دلوں سے "احساس زیاں" بھی جاتا رہا، یہ ہمارے ماضی کے سفر کا مستقبل ہے اور جہاں تک ہمارے ماضی کا تعلق ہے تو وہ ایک خواب تھا جس کی تعبیر کو تلاش کرنے کے بجائے ہم نے فراموش کردیا۔ گویا۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اسلام کے سیاسی نظام یا شریعت کے نفاذ کے بارے میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو بانی پاکستان کے قلم سے نکلی ہوئی ایک سطر جو عظیم الشان تاریخی کارنامہ انجام دے سکتی تھی وہ پچاس سال میں چلنے والی کوئی بڑی سے بڑی تحریک بھی انجام نہیں دے سکی ہوا یہ کہ قیام پاکستان کے فوری بعد شریعت کے نفاذ کے بجائے ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا کا وہی ایکٹ زیر عمل لایا گیا جسے سب سے پہلے مسلم لیگ ہی نے رد کیا تھا اور ۱۹۵۶ء میں دستور بن جانے کے بعد ۵۸ء میں مارشل لاء کے نفاذ تک اسی ایکٹ کی بنیاد پر آرڈیننسوں کے ذریعہ حکومت کا کاروبار چلایا جاتا رہا۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں کی یہ خوش فہمی دور ہوگئی کہ پاکستان کی سابق جماعت اور اس کی سربر آوردہ قیادت عنقریب اسلام کا نفاذ کردیں گے چونکہ برسراقتدار طبقہ نہ صرف اسلام سے بے خبر تھا اسے اس سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی کہ اس مملکت میں اسلام نافذ ہو۔ تاریخ کا ہر آنے والا دن قوم کی امیدوں کو مایوسیوں میں تبدیل کرتا رہا۔

اس صورت حال سے علماء خصوصاً اور عام مسلمان عموماً مضطرب تھے کیونکہ یہ صرف مسلمانان پاکستان ہی کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ عالم اسلام کی رسوائی کا باعث بھی تھا کہ اس مقصد اور نعرہ کی بنیاد پر برصغیر کی تقسیم عمل میں آئی تھی جبکہ غیر مسلم تو پہلے ہی اس بات کا قائل نہیں تھا کہ محض دین اور نظریہ کی بنیاد پر بھی کسی مملکت کا وجود عمل میں آسکتا ہے؟ علماء کرام اور دینی قوتوں نے اس وقت ناصحانہ اور مصالحانہ حکمت عملی اختیار کی تاکہ باہمی مشاورت سے معاملات بحسن و خوبی طے کرلئے جائیں۔ مزاحمت و مخالفت اس وقت اور ماحول کیلئے انتہائی مضرت رساں ثابت ہوسکتی تھی۔ اس ضمن میں سب سے پہلا کارنامہ قرارداد مقاصد کی ترتیب اور منظوری ہے جو آج تک دستور پاکستان کا حصہ ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن علامہ شبیر احمد عثمانی مرحوم و مغفور کی جدوجہد لائق تحسین ہے۔ انہوں نے نئی مملکت کے گوناگوں مسائل اور مذہبی اختلافات مختلف مکاتب فکر کی باہمی آویزش مختلف قومیتوں کے مفادات اور ملاقاتی تضادات کے باوجود اسلامی فکر و نظریہ کی اساس

پر مرتبہ دستور کے بنیادی خدوخال پر مشتمل ایک دستوری دستاویز قرارداد مقاصد کے نام پر منظور کرائی۔ اس ضمن میں ان کے ساتھ مشاہیر علماء کرام جن میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ' مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا ظفر احمد انصاری کے علاوہ مسلم لیگ کے دینی ذوق رکھنے والے طبقہ نے پورا تعاون کیا۔ یہ ملت پاکستان پر ان کا احسان عظیم ہے۔

۱۹۴۸ء میں قرارداد مقاصد کی منظوری اسلامی دستور کا دیباچہ تھی مکمل دستور کی ترتیب و تدوین کیلئے علماء کا ایک بورڈ تشکیل دیا گیا۔ بورڈ کے کام کی نگرانی برصغیر کے معروف محقق اور عالم دین حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ کرتے رہے۔ مسلمانان برصغیر کی اسلام سے وابستگی اور شیفتگی ایک کھلی حقیقت ہے لیکن ایک دوسری تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ مسلمانوں ہی کی صف میں بزعم خود دانشور اور راہبران ملت ایسے بھی ہیں جو دین کو محض عبادات اور نجی زندگی کے معاملات تک محدود خیال کرتے ہیں وہ اس کے اجتماعی نظام کے معاشرے پر نفاذ اور غلبہ کو نا صرف ناقابل عمل سمجھتے ہیں بلکہ "ازکار رفتہ" بھی اور حامیان شریعت کو دقیانوسی اور رجعت پسند جیسے القابات سے نوازنا ان کا کلچر بن گیا ہے۔

ہمارے اس ترقی پسند اور روشن خیال طبقے کے نزدیک اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ کی سب سے بڑی دلیل یہ تھی کہ مسلمان متفرق مکاتب فکر میں منقسم ہیں اور ہر مسلک کے علماء دوسرے مسلک والوں کو گردن زدنی قرار دیتے ہیں لہٰذا تمام فرقوں اور مسالک کا متفقہ دستور مرتب کرنا بذات خود جوئے شیر لانے کے مترادف ہے' درحقیقت یہ خودساختہ خوف ایک ایسی رکاوٹ تھی جو وہ اسلامی دستور کے نفاذ میں پیدا کرنا چاہتے تھے ان میں اتنی اخلاقی جرات تھی نہ علم کہ وہ اسلامی نظام حکومت کی براہ راست مخالفت کرتے۔

علماء اور دینی جماعتوں کیلئے یہ مسئلہ ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا کیونکہ فرقہ بندی کی زہر ناکیوں سے عوام الناس نہ صرف بیزار تھے بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ سے مایوس ہونے لگے تھے اس لئے دستور اسلامی کے متفقہ اجتماعی نکات و ضوابط کی ترتیب وقت کا سب سے بڑا اور پہلا مسئلہ بن گئی لہٰذا ۱۹۵۱ء میں تمام مسالک و مشارب کے اکتیس (۳۱) معروف اور جید علماء کرام نے اسلامی دستور کیلئے بائیس نکات متفقہ طور پر مرتب کرکے معترضین کے عذر کو لغو ثابت کردیا۔ اکتیس علماء کرام میں اپنے وقت کے معروف اور محقق علماء کرام شامل تھے۔ جن میں علامہ سید سلیمان ندویؒ' مولانا ظفر احمد عثمانیؒ' مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ' مولانا عبدالحامد بدایونیؒ' مولانا احتشام الحق تھانویؒ' اہلحدیث اور شیعہ علماء کے علاوہ جماعت اسلامی کے امیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مولانا ظفر احمد انصاری صاحب بھی پیش پیش تھے۔ حکومت کے لادینی ذہن کے خلاف یہ علماء کا پہلا باضابطہ محاذ تھا مقتدر قوتیں محض دفع الوقتی اور رائے عامہ کی گمراہی کیلئے مسلمانوں کی تفریق کا عذر تراش کر اپنی من مانی کارروائیاں کرتے رہے لیکن علماء نے متحد و متفق ہوکر مسلم لیگ کے اسلامی دعوے کے تار و پود بکھیردیئے۔ علماء کے اتفاق و اتحاد نے ثابت کردیا کہ اسلام کے نفاذ کی راہ میں مسلک کا اختلاف سدراہ نہیں بلکہ حکمرانوں کی بدنیتی کا دخل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مسند اقتدار پر وہ لوگ اور طبقہ براجمان رہا جو نہ صرف دین سے نابلد تھا بلکہ دین کے نفاذ کو اپنی اغراض و مفادات کیلئے بڑی رکاوٹ خیال کرتا رہا۔

چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ اسلام کے نام پر حاصل کردہ ملک کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا چیئرمین اور پہلی کابینہ کا وزیر داخلہ ہندو اور وزیر خارجہ قادیانی تھا۔ جنہوں نے ملک کے داخلی اور خارجی محاذوں پر دل کھول کر "کارہائے نمایاں" سرانجام دیئے۔ خصوصاً" ظفر اللہ خان نے جو ایک مدت تک وزارت خارجہ اور اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کے منصب پر فائز رہے تھے۔

یہ صورت حال اسلامیان پاکستان اور علماء کے لئے خاصی تشویشناک تھی اور ویسے بھی ۱۹۵۱ء میں تمام فرقوں کے علماء کا باہمی اتحاد طاغوتی قوتوں کی آنکھ میں خار بن گیا تھا لہٰذا انہوں نے اپنی حکمت عملی کی بنیاد امت میں انتشار اور اختلاف مزید کی افزائش کو بنایا قادیانی امت "حکومت انگلشیہ" کی انتہائی فرمانبردار غلام ثابت ہوتی تھی اس لئے نئی مملکت میں ان کی اس انداز سے پذیرائی ہوئی اور انہوں نے بھی نئے ماحول اور تازہ آب و ہوا کی بنیاد پر "برگ و بار" بڑی تیزی سے پھیلانے شروع کیے۔ علماء کرام نے اس صورت حال کی طرف صاحبان اقتدار کی توجہ مبذول کرائی لیکن وہ صدا بصحراء ثابت ہوئی۔ حکمرانوں نے علماء کی بات پر کان دھرنا مناسب خیال نہیں کیا اور قادیانیوں کو محض ایک فرقہ گمان کرتے ہوئے اغراض کی پالیسی جاری رکھی اور بیرونی دنیا میں پاکستان کے سفارت خانے قادیانیت کے تبلیغی مراکز بن کر رہ گئے اور یوں حکومت پاکستان کے وسائل کی بنیاد پر اسلام کے بجائے قادیانیت نے فروغ پایا۔

ان کی جراتوں کا یہ عالم تھا کہ قادیانی سربراہ نے اعلان کیا کہ ۱۹۵۲ء ہمارا سال ہوا اور حکمت عملی کے پہلے مرحلے کے طور پر بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے دعوے اور عمل پر پوری قادیانی جماعت کمربستہ ہوئی۔ لیکن خدا کی قدرت کہ ان کے بلند بانگ دعوے "براۃ

عاشقان برشاخ آہو" بن کر رہ گئے اور ۱۹۵۲ء کے آخری روز یعنی ۳۱ دسمبر کی شام قادیانی ہیڈ کوارٹر ربوہ کے سامنے چنیوٹ کے مقام پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کانفرنس میں عوام کے ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا بشیرالدین محمود تمہارے دعویٰ کے مطابق ۱۹۵۲ء تو تمہارا نہ ہوسکا لیکن ۱۹۵۳ء انشاء اللہ ختم نبوت کا سال ثابت ہوگا۔ شاہ جی کا یہ اعلان گویا قادیانیت پر ایسا تازیانہ ثابت ہوا کہ ان کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہوگیا اور ۱۹۵۳ء کو مسلمانوں کے خلاف سنگین نتائج سے دوچار کرنے کی سازشوں کی منصوبہ بندی ہونے لگی۔

۱۵ جنوری ۱۹۵۲ء کو قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا محمود نے اعلان کیا کہ "وقت آ پہنچا ہے ان علماء حق کا بدلہ لینے کیلئے جن کو یہ علماء قتل کراتے آئے ہیں۔ اب ان کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔"

مرزا محمود کے نزدیک زیر عتاب علماء یہ تھے

۱۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ۲۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ۳۔ مولانا احتشام الحق تھانویؒ ۴۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ ۵۔ مولانا مودودی

انہوں نے ان مقتدر علماء کرام کیلئے "ملا" کا لفظ استعمال کرکے ان کی تحقیر کی۔ اس کے ساتھ ہی علماء کے خلاف نفرت کا بازار پورے ملک میں گرم ہوگیا۔ اس میں نہ صرف یہ قادیانی جماعت کے سربراہ پیش پیش تھے بلکہ ان کے متبع پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفراللہ خان اور ملک کا بے دین اور اسلام سے بیزار طبقہ ان سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔ سر ظفراللہ نے ۱۷ مئی ۱۹۵۲ء کو جہانگیر پارک کراچی میں قادیانیوں کے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"احمدیت ایک ایسا پودا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود لگایا ہے وہ اب جڑ پکڑ گیا ہے' اگر یہ پودا اکھاڑ دیا گیا تو اسلام ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے باقی نہ رہے گا بلکہ ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند ہوجائے گا۔"

اس جلسہ کی اشتعال انگیز تقاریر اور ظفر اللہ خان کی ریشہ دوانیوں کا زبردست ردعمل ہوا اور کراچی میں احتجاجی جلوس اور مظاہرے شروع ہوگئے جس میں املاک بھی متاثر ہوئیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین نے اس جلسہ میں شرکت سے وزیر خارجہ کو منع کیا تھا لیکن انہوں نے ٹکا سا جواب دے دیا:

"پاکستان کے پہلے وزیر اعظم قائد ملت لیاقت علی خان نے جب چودھری ظفراللہ خان کو وزارت سے الگ کرنے کا منصوبہ بنایا تو انہیں راولپنڈی میں ایک جلسہ عام کے دوران شہید کرادیا گیا۔ اور بعد میں گورنر مغربی پاکستان نواب امیر محمد خان آف کالا باغ کو جو مرزائیوں کی آنکھ میں کھٹکتے تھے' پہلے انہیں گورنری سے اور بعدازاں زندگی ہی سے نجات دلادی گئی۔"

جب حالات زیادہ تشویشناک ہوئے اور قادیانی جماعت نے اپنے خیال کی زہرافشانی سے اسلامیان پاکستان کیلئے فضاء کو مسموم کردیا تو ۲ جون ۱۹۵۲ء کو مولانا لال حسین اخترؒ نے تھیوسوفیکل ہال کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے مقامی زعماء کی ایک کانفرنس بلائی۔ کانفرنس کی صدارت علامہ سید سلیمان ندویؒ نے کی اور درج ذیل مطالبات مرتب کئے گئے:

○ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

○ چودھری ظفراللہ خان کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔

○ تمام کلیدی عہدوں سے احمدیوں (قادیانیوں) کو ہٹا دیا جائے۔

ان مطالبات کے منظور کرانے اور عوامی رائے کو منظم کرنے کیلئے آل پارٹیز بورڈ بنایا گیا۔ بورڈ کا اجلاس کراچی میں ہاشم گزدر کی رہائش گاہ پر ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو ہوا جس میں درج ذیل جماعتیں شریک تھیں:

۱۔ جمعیت علماء اسلام ۲۔ جمعیت علماء پاکستان
۳۔ جماعت اسلامی
۴۔ تنظیم اہل سنت والجماعت
۵۔ جمعیت اہل سنت ۶۔ جمعیت اہلحدیث
۷۔ موتمر اہلحدیث پنجاب
۸۔ ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پنجاب
۹۔ سفینۃ المسلمین ۱۰۔ حزب اللہ (مشرق پاکستان)
۱۱۔ مجلس احرار ۱۲۔ مجلس تحفظ ختم نبوت
۱۳۔ جمعیت الغربیہ ۱۴۔ جمعیت الفلاح

(جاری)

بقیہ: رفیق نبوت خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ

یار غار سرور کون و مکاںؐ صدیقؓ ہیں
جانشین تاجدار قدسیاں صدیقؓ ہیں
محرم اسرار حق کے رازداں صدیقؓ ہیں
کون پہنچا اس بلندی پر جہاں صدیقؓ ہیں
بعد سرکار جہاں سب سے بہتر آپؓ ہیں
اولین معمار قصر دین سرور آپؓ ہیں
جس نے کی تصدیق معراج پیغمبر آپؓ ہیں
نائب ختم الرسلؐ صدیق اکبرؓ آپ ہیں
آپکے گھر کا اثاثہ دولت حب رسولؐ
آپ کی آنکھوں کا سرمہ روضہ انور کی دھول
حسب منشائے نبوت تھا آپکا رد و قبول
آپ سے زندہ ہیں سرکار دو عالمؐ کے اصول
خود کیا ختم الرسلؐ نے زیب منبر آپ کو
خود کہا سرکارؐ نے صدیق اکبرؓ آپ کو
زندگی بھر دوست رکھا سب سے بڑھ کر آپؓ کو
بعد مردن بھی ملا قرب پیغمبرؐ آپ کو
یہ فضائل یہ حقائق کم ہیں عظمت کیلئے
یہ نہ تھے تو کون تھا موزوں خلافت کیلئے
یا تو صدیقؓ کے اوصاف کا اقرار کرو
ورنہ لازم ہے کہ قرآن کا انکار کرو

ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT

مولانا غلام رسول گروڑ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

قسط نمبر ۱

نام: معاویہؓ بن ابو سفیان حرب بن امیہ

نسب: عبد مناف تک پہنچ کر حضور اکرمؐ سے جاملتا ہے

ولادت: بعثت نبویؐ سے پانچ سال قبل

کنیت: ابو عبدالرحمٰن

قرابت بالنبیؐ: آپ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رملہ بنت ابو سفیانؓ کو آنحضرتؐ کی زوجہ محترمہ اور ام المومنین کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ کی زوجہ محترمہ قریبہ الصغریٰؓ ام المومنین حضرت میمونہ بن حارثؓ کی سوتیلی بہن تھی۔

قبول اسلام: طبقات ابن سعد کے مطابق آپؓ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہی مسلمان ہوچکے تھے لیکن آپؓ نے اسلام کا اظہار فتح مکہ کے موقع پر کیا۔

کتابت وحی: شیخ احمد بن عبداللہ مفتی حرمین شریفین طبری میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرمؐ کے ۱۳ کاتبان وحی تھے ان میں حضرت معاویہؓ زید بن ثابتؓ زیادہ کام کرتے تھے۔

خدمت نبویؐ: اسلام لانے کے بعد آنحضرتؐ کی حیات تک آپؓ ہی حضور اکرمؐ کے خادم رہے۔

عہد خلفاء راشدین: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں روایت حدیث کی جانب متوجہ ہوئے آپؓ سے ۱۶۳ احادیث مروی ہیں۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی جانے والی جنگ یمامہ میں آپؓ نے قابل فخر خدمات سرانجام دیں اسی جنگ میں پہلی تلوار آپؓ کے چچا خالد بن سعید اموی کی اٹھی' مشہور یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب کو وحشی بن حربؓ نے قتل کیا۔

عہد فاروقی: عرفہ کے قلعہ کو فتح کرنے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کے بھائی یزیدؓ بن ابو سفیان کی وفات کے بعد آپ کو اردن کا گورنر مقرر کیا۔

عہد عثمانیؓ: حضرت عثمانؓ کے دور میں آپؓ ملک شام اور اردون کے گورنر بنے۔

عہد حیدریؓ: حضرت علیؓ کے عہد تک انیس سال تک آپؓ مختلف علاقوں کے گورنر رہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت: حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ کی شہادت کے چھ ماہ بعد قیس بن عبادہ کے حکم پر مقام مسکن (شام) پر اپنے بھائی حضرت حسینؓ کے ہمراہ حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح خلافت امیر معاویہؓ کے ۱۹ سالہ دور میں ہر موقع پر حضرات حسنین کریمینؓ کا تعاون حضرت امیر معاویہؓ کو حاصل رہا۔

حضرت امیر معاویہؓ کی فتوحات و اصلاحات:

حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں بحر اوقیانوس سے لیکر افغانستان اور سندھ تک کے متعدد علاقے زیر نگیں اسلام آئے جن میں کابل' قندھار' خضدار' زران' طخارستان' غزنی' زنجع' کوکن سندھ کے قرب و جوار کے علاقے مغرب میں روم کے زیر تسلط علاقے جزیرہ قبرص' قسطنطنیہ' روڈس (سلی) جیداء عرق جبل اور بیروت وغیرہ شامل ہیں۔

وفات: آپ کی وفات ۲۲ رجب ۶۰ھ بمطابق اپریل ۶۸۰ء میں ہوئی۔

مدت خلافت: ۱۹ سال ۵ ماہ ایک دن یعنی ۲۱ ربیع الاول ۴۱ھ سے ۲۲ رجب الرجب ۶۰ھ تک۔

(ماخوذ خلافت راشدہ جنتری ۱۹۸۹ء)

اوصاف و کمالات

حضرت امیر معاویہؓ کا اخلاق:

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ معاویہؓ کے اخلاق و افعال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے کہ مہدی یہی ہیں ہادی یہی ہیں۔ زکریا نصولی لکھتا ہے کہ "معاویہؓ رسول اللہؐ کے معتمد بڑے ثقہ زکی اور عمدہ اخلاق والے صحابی تھے۔ اسی رتبہ عظیم کی بنا پر وہ اسلام کے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔"

زہد و تقویٰ:

حضرت قبیصہ بن جابرؓ فرماتے ہیں کہ "میں معاویہؓ کے ساتھ رہا ہوں' ان کے ساتھ اٹھا بیٹھا ہوں' ان سے بہتر محبوب رفیق کسی کو نہیں پایا اور نہ ظاہر و باطن میں ایسا کسی کو دیکھا۔" حضرت امام احمد بن حنبلؒ ایک روایت یوں نقل فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ جامع دمشق میں خطبہ دے رہے تھے' اس وقت دیکھا گیا تو ان کے جسم مبارک پر جو کرتہ تھا وہ بوسیدہ اور پھٹا ہوا تھا۔"

عبادت و ریاضت:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "معاویہؓ کی برائی نہ کرو' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور اپنی پیشانی رگڑتے ہیں۔" حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے کسی شخص کو نماز حضور اکرمؐ کے مشابہ نہیں دیکھی سوائے معاویہ ابی سفیانؓ کے۔"

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

خشیت الٰہی اور خوف آخرت:

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حشر اور آخرت کی بازپرس پر ایک عبرتناک حدیث سنائی جس کا اثر حضرت معاویہؓ کے دل پہ ایسا ہوا کہ وہ زار و قطار رونے لگے، ہچکیاں بندھ گئیں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی یہاں تک کہ سامعین بھی رو پڑے اور سب کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں کہ "حضرت معاویہؓ قیامت کے مواخذہ کا تذکرہ سن کر لرزہ بر اندام ہوجایا کرتے تھے اور روتے روتے ان کی حالت غیر ہوجاتی تھی۔

قرآن سے شغف

علامہ حسن ابراہیم مصری لکھتے ہیں کہ "حضرت معاویہؓ اپنے دن کو اللہ کے کاموں کیلئے تقسیم فرمادیا کرتے تھے فجر کی نماز پڑھ چکتے تو اندر جاکر قرآن پاک لاتے اور اس کے اجزاء کی تلاوت فرماتے پھر گھر والوں کو شریعت پر عمل پیرا ہونے کے طریقے بتاتے۔ حضرت معاویہؓ سے قرآن پاک کی کتابت کیلئے جبریل امینؑ تشریف لائے اور حضور سے عرض کی کہ آپ معاویہؓ کی خدمت حاصل کریں کہ وہ قرآن کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔"

اتباع سنت:

اشراق کی نماز حضور اکرمؐ نے صرف ایک مرتبہ پڑھی تھی، لیکن حضرت معاویہؓ اسے برابر پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح عاشورہ کا روزہ بھی حضور اکرمؐ نے دو ہی سال رکھا تھا، لیکن حضرت معاویہؓ ہر سال رکھا کرتے تھے۔

علم و تفقہ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ آپؓ کے متعلق فرماتے تھے کہ انہ فقیہ یعنی حضرت معاویہؓ یقیناً "فقیہ ہیں۔ آپؓ سے نبی اکرمؐ کی ایک سو تریسٹھ احادیث مروی ہیں۔

حلم و بردباری:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ معاویہ "احلم امتی" میری امت میں معاویہؓ بڑے حلیم و کریم ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ معاویہؓ کی عیب جوئی سے مجھے باز رکھو وہ ایسا حلیم و بردبار شخص ہے کہ غصہ کے عالم میں ہنستا رہتا ہے۔ خود حضرت معاویہؓ اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک غصہ پی جانے سے کوئی چیز لذیذ نہیں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میرے وصف حلم سے بڑھ جائے۔"

جبار کارپیٹس

زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ • ویلنس کارپٹ • اولمپیا کارپٹ

ڈیلرز

PH:6646888-6647655
FAX:092-21-521503

مساجد کیلئے خاص رعائت

۴-این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

عالمِ اسلام کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

ہوشربا انکشافات

حیرت انگیز معلومات

یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے

- جو قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور گستاخیوں کے مستند دستاویزی ثبوت لیے ہوئے ہے۔
- جسے دس سال کی شبانہ روز انتھک محنت کے بعد مکمل کیا گیا ہے
- جس میں قادیانی کتب اور اخبارات و رسائل کے 50 ہزار سے زائد صفحات کھنگالنے کے بعد قادیانیوں کے مذموم عقائد و عزائم کے تحریری ثبوت یکجا کر دیے گئے ہیں۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنے عقائد کی سچی اور بھیانک تصویر دیکھ کر راہ ہدایت پا سکتا ہے۔
- جو سادہ لوح مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔
- جس کا مطالعہ علماء، خطباء، وکلاء، اساتذہ اور طلباء کو فتنۂ قادیانیت کے خلاف مضبوط دلائل اور ٹھوس معلومات کا ذخیرہ فراہم کرے گا۔
- جسے قادیانیت کے خلاف ہر عدالتی مقدمہ، بحث اور مناظرہ میں مستند حوالے کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔
- جسے تمام مکاتیب فکر کے جید علماء کرام اور نامور اہلِ علم و دانش کی خواہش اور سرپرستی میں تیار کیا گیا۔

سارے راز بے نقاب

سنسنی خیز واقعات

بند کتابوں کی کھلی کہانی

ناقابلِ تردید حقائق

ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت

قادیانیت پر مکمل انسائیکلوپیڈیا

دیباچہ / تقاریظ: حضرت خواجہ خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان • حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نائب امیر • حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ناظم اعلیٰ • حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ ایڈیٹر ختم نبوت کراچی انٹرنیشنل • جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری سپریم کورٹ آف پاکستان • جناب مجید نظامی چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت • ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل حمید گل سابق سربراہ آئی ایس آئی • پروفیسر محمد سلیم مدیر سرراہے روزنامہ نوائے وقت۔

کمپیوٹر کتابت • بہترین کاغذ • دیدہ زیب طباعت • مضبوط جلد • جدید ڈیزائننگ • چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائٹل • صفحات : 864
قیمت : 300 روپے • جماعتی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت قیمت صرف 200 روپے مع 20 روپے ڈاک خرچ (ترسیل بذریعہ منی آرڈر، وی پی ہرگز نہ ہوگی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122

مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور
فون 7237500

REGD. NO. SS-160

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

11 تا 29 دسمبر 1997ء
مطابق
10 تا 28 شعبان المعظم 1418ھ

بمقام
مدرسہ ختم نبوۃ
مسلم کالونی
صدیق آباد (ربوہ)

کورس میں شرکت کیلئے درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا اور کم از کم تعلیمی قابلیت کا ہونا ضروری ہے۔ کورس میں علماء، خطباء، طلباء، وکلاء اور دیگر شعبہ جات سے وابستہ حضرات شرکت کر سکتے ہیں۔ شرکاء کو قواعد کے مطابق عالمی مجلس کی منتخب مطبوعات کا سیٹ اور زادِ راہ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا، پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دیئے جائیں گے اور کامیاب شرکاء کو سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے گا۔

وفاق کا امتحان ہوتے ہی جو طلباء آجائیں گے ان کو رہائش اور خوراک کی سہولت دی جائے گی۔ البتہ تعلیم ۱۰ دسمبر کو شروع ہوگی۔ آج سے ہی تمام علماء کرام مجلس دینی تعلیم کے ادارہ اور ان ... دلچسپی رکھنے والے حضرات کو شرکت کی ترغیب فرمائیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حضرت مولانا محمد امین صفدر

حضرت مولانا بشیر احمد

حضرت مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا زاہد الراشدی

حضرت مولانا عبداللطیف مسعود

طاہر رزاق

اشتیاق احمد

خدا بخش

محمد اسماعیل

طارق محمود

جمال اللہ

حفیظ الرحمن

محمد متین خالد

محمد اکرم طوفانی

درخواستیں

المعلن: (حضرت مولانا) عزیز الرحمن جالندھری ناظم اعلیٰ مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان